بسم اللہ الرحمن الرحیم

والعصر ○ ان الانسان لفی خسر ○

جامعہ عثمانیہ کا ترجمان

ماہنامہ

العصر پشاور

مدیر مسئول
مفتی غلام الرحمن

اپریل ۲۰۰۳ء صفر ۱۴۲۴ھ

ماہنامہ

العصر پشاور

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

زیر سرپرستی

حضرت مولانا حکیم لطف الرحمٰن صاحب زید مجدھم

مجلس ادارت

مدیر مسؤل
مفتی غلام الرحمٰن

نائب مدیر
مولانا ذاکر حسن نعمانی

مجلس مشاورت

مولانا حسین احمد
مفتی نجم الرحمٰن

قانونی مشیر
نثار خان ایڈووکیٹ

اپریل ۲۰۰۳ء / صفر ۱۴۲۴ء جلد ۹ شمارہ ۴

فہرست مضامین

صدائے عصر	اداریہ	۲
محاسن القرآن	مفتی غلام الرحمٰن	۱۰
اسلام اور جمہوریت	مفتی ذاکر حسن نعمانی	۱۸
دارالافتاء	مفتی غلام الرحمٰن	۲۷
کوریا کی ٹائیاں اور کلمات ربانی	مفتی ذاکر حسن نعمانی	۳۱
امریکہ سے مسلمانوں کو نکالنے کی صیہونی سازش	ڈاکٹر محمود الخطیب	۳۳
یادحیات قسط ۶	مولانا حسن جان صاحب	۴۲
تبصرہ کتب	احسان الرحمٰن، ریاض محمد	۵۲
اشتہار	ادارہ	۵۶

پوسٹ بکس نمبر ۲۰۹ پشاور صدر۔ صوبہ سرحد پاکستان فون ۲۷۳۵۶۱-۰۹۱

پبلشر و دفتر مفتی غلام الرحمٰن نے وحدت پرنٹنگ پریس خیبر بازار پشاور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ العصر جامعہ عثمانیہ، عثمانیہ کالونی نوتھیہ روڈ پشاور صدر سے شائع کیا

بدل اشتراک فی پرچہ 15 روپے / زر سالانہ اندرون ملک 125 روپے بیرون ملک 25 ڈالر کی قیمت

صدائے عصر

دامن ترمکن هشیار باش!

۱۷ اپریل ۲۰۰۳ء کو صوبہ سرحد کی صوبائی کابینہ کے غیر رسمی اجلاس سے نفاذ شریعت کونسل سرحد کے چیئرمین مفتی غلام الرحمٰن صاحب کا خطاب قارئین العصر کیلئے اداریہ میں پیش کیا جارہا ہے۔ آپ کے بیان کے موقعہ پر جناب وزیر اعلیٰ صاحب صوبہ سرحد دوسرے وزراء حضرات اور مجلس عمل کے صوبائی قائدین موجود تھے۔

گرامی قدر وزیر اعلیٰ صاحب، دیگر وزراء کرام اور مجلس عمل کے صوبائی زعماء حضرات!

یہ میرے لئے باعث سعادت ہے کہ دین کی کوئی بات آپ کے سامنے رکھوں۔ خدا کرے کہ میری ایک آدھ بات آپ کے واسطہ سے دینی اقتدار کے غلبہ کا ذریعہ بنے۔ تو میں اس کو یقیناً اپنی خوش بختی سمجھوں گا۔ مؤرخین کہتے ہیں کہ سلیمان بن عبدالملک جب بیمار پڑ گئے اور بچنے کی امید باقی نہ رہی تو آپ کے بچے اس وقت چھوٹے تھے۔ اور خلافت کے قابل نہیں تھے۔ آپ نے ان چھوٹے بچوں کو لمبے کرتے پہنائے اور ہتھیار گلے میں ڈال دیئے تاکہ دیکھنے والوں کی نظر میں بڑے معلوم ہوں۔ لیکن یہ حیلہ بے سود رہا اور کسی نے ان کی طرف توجہ نہیں دی تو خلیفہ نے بڑی حسرت سے کہا۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کے بچے بڑے ہوں۔ اور اس کے کام کو سنبھال سکیں۔ ﴿رجاء بن حیوۃ﴾ ایسے موقعہ کی تلاش میں تھے آپ نے موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خلیفہ کو عمر بن عبدالعزیز کو خلافت سونپنے کا مشورہ دیا، جو سلیمان بن عبدالملک کے چچازاد بھائی تھے۔ اور یہی مشورہ آگے جاکر عمر بن عبدالعزیز کی جانشینی کا ذریعہ بنا۔ مؤرخین کا تجزیہ ہے کہ ﴿رجاء بن حیوۃ﴾ کا یہ مشورہ آپ کے سالہا سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے مسند خلافت پر بیٹھ کر جتنے کام کیئے۔ اور دین کی سربلندی کے لئے جو خدمات انجام دیں۔ ان میں آپ شریک ہیں۔ ممکن ہے کہ ہماری کوئی

ایک بات آپ کی اصلاح کا ذریعہ بن کر آپ کو نظام کی تبدیلی کی طرف متوجہ کردے۔ تو اس سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہوسکتی ہے۔

معزز حضرات!

مجھے سب سے پہلے نہایت اہمیت کے ساتھ آپ سے یہ عرض کرنا ہے کہ آپ حضرات کو اپنے مقام ومرتبہ کا احساس کرنا ضروری ہے۔ آپ کو جاننا چاہئے کہ آپ کی نیک نامی یا بدنامی صرف آپ کی نہیں، شخصی یا خاندانی نہیں۔ بلکہ میں یہ بھی کہوں گا کہ آپ کی کارکردگی سے صرف جماعت اور پارٹی متاثر نہیں ہوگی۔ بلکہ آپ موجودہ وقت میں ایک نظریہ اور تحریک کے ترجمان ہیں۔ آپ کی حیثیت دوسرے صوبوں کے وزراء یا مرکزی وزراء سے مختلف ہے۔ کیونکہ وہ زیادہ تر شخصی اور انفرادی کردار کے حامل ہیں، یا پارٹی بنیاد پر ان کا انتخاب ہوا ہے۔ لیکن آپ حضرات اسلام کے دعویدار ہیں۔ خدانخواستہ آپ معاشرہ کو توقعات کے مطابق نظام دے سکے۔ اور معاشرہ میں رہتے ہوئے اسلامی کردار کا نمونہ نہ بن سکے۔ تو یقین کرلیں کہ آپ کی وجہ سے پوری دنیا میں اسلام بدنام ہوگا۔ اور تاریخ میں آپ کا ایسا بے رحمانہ تذکرہ ہوگا کہ جس سے اسلامی تحریک کو مدتوں تک سنبھلنے کا موقعہ نہیں مل سکے گا۔

ہمارے شیخ حضرت مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ فضلاء سے ان کو رخصت کرتے وقت فرمایا کرتے تھے۔ خدارا ہمارے اکابرین کی اور ہماری یہ پگڑیاں پاؤں تلے نہ روندنا۔ طلبہ حیران ہوکر پوچھتے کہ اتنی مدت پڑھنے کے باوجود ہم سے یہ توقع؟ کہ اکابرین کی پگڑیاں روند ڈالیں گے۔ آپ فرماتے تم اب معاشرہ میں جاؤ گے۔ اور لوگ تمہاری نسبت ہماری طرف کریں گے۔ میرے اساتذہ کی طرف تمہاری نسبت ہوگی۔ اگر تم معاشرہ میں غلط کام کرو گے۔ تو تمہاری بدنامی اس سے کم ہوگی اور ہماری زیادہ۔ لوگ تمہیں دیکھ کر تمہارے اساتذہ کو تمہارے اوپر قیاس کریں گے۔ اور کہیں گے جیسے یہ لوگ ہیں ایسے ہی ان کے اساتذہ بھی ہوں گے۔ تم ہمارے ترجمان ہو، خیال رکھنا۔ تمہاری وجہ سے ہماری یہ عزت پائے مال نہ ہو، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس دین کی برکت سے ہمیں دی ہے۔

اس لئے میں آپ حضرات سے کہوں گا کہ احتیاط سے قدم اٹھا کر چلیں۔ ہمارے اکابرین

Scanned with CamScanner

کے قبضے میں ہیں۔آپ فیصلہ کرتے وقت وقتی مصلحت کی بجائے حق کا زیادہ پاس رکھیں۔آپ ہر فیصلہ کریں، ضمیر سے اس کی سند ضرور لیں، کہ آپ کے کسی فیصلہ سے آپ کا ضمیر مطمئن ہے یا نہیں؟ جس فیصلہ کی اجازت ضمیر نہ دے وہ ہرگز نہ کریں۔آپ مظلوم کی دادرسی کو اپنا شعار بنائیں۔کسی سے زیادتی نہ کریں۔کوشش کریں کہ آپ کے دور حکومت میں معاشرہ کا کوئی فرد مظلوم ہو کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں آپ کے خلاف دعویٰ دائر نہ کرے۔یاد رکھیں مظلوم جب آپ کے خلاف اللہ تعالیٰ کے دربار میں دعویٰ دائر کرے گا تو اللہ تعالیٰ خود ہی مظلوم کا وکیل ہوگا۔آپ اس سے اندازہ کریں کہ جب اللہ تعالیٰ مظلوم کا وکیل بن کر فیصلہ کرے تو آپ اس وقت کیا کر سکتے ہیں۔معاشرہ کا ہر ایک فرد خواہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو، آپ سے انصاف کے مطالبے کا حقدار ہے اور آپ اس کے مکلف ہیں کہ اپنے دائرہ اختیار میں رہتے ہوئے مظلوم کی دادرسی کریں اور اس کو انصاف مہیا کریں۔اگر آپ انصاف پسندی کا مظاہرہ کریں گے۔دینی اقدار کے غلبہ کی بات کریں گے تو آپ کا ماتحت عملہ بھی اس کو اپنائے گا۔کیونکہ ﴿الناس علی دین ملوکھم﴾ ماتحت عملہ ہمیشہ کے لئے حکام بالا کے اشارہ کا منتظر رہتا ہے۔میں اپنے آپ کو یہ کہنے میں حق بجانب سمجھتا ہوں کہ آپ کی وزارت کے لوگوں کا رویہ اور کردار آپ کے رویہ اور کردار کا ترجمان ہوگا۔آپ کے سیکرٹری، ڈائریکٹر اور ماتحت عملہ کی کارکردگی ہی سے آپ کی کارکردگی کا جائزہ لیا جا سکتا ہے۔مؤرخین لکھتے ہیں کہ ولید چونکہ عمارتوں کا شوقین تھا۔اچھی عمارتوں میں اس کو دلچسپی تھی۔اس لئے اس کے دربار میں عموماً عمارتوں کے تذکرے ہوا کرتے تھے۔اور سلیمان بن عبدالملک کھانوں کا شوقین اور عورتوں کا رسیا تھا۔اس لئے عموماً اس کی محفلیں عورتوں اور کھانوں کے تذکرے سے گرم رہتیں۔لیکن جب عمر بن عبدالعزیزؒ کا دور آیا تو آپؒ اعمال کے خود پابند تھے۔اس لئے آپ کی محفل میں اعمال کا چرچا آیا۔وزراء آپس میں بیٹھ کر ایک دوسرے سے پوچھتے کہ تم نے کتنا قرآن پڑھا ہے؟ تم نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں؟ تم نے رات تہجد میں کیا پڑھا ہے؟ گویا آپ کی وزارت اور آپ کا عملہ آپ کا آئینہ ہے۔اس لئے کردار کے تحفظ کا خاص خیال رکھیں۔

(۲) احساس ذمہ داری

دوسری بات جس کا تذکرہ میں ضروری سمجھتا ہوں وہ آپ کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہے۔ آپ کو جماعتوں نے جو ذمہ داری سونپی ہے یہ آپ کی اہلیت پر پارٹی کا اعتماد ہے۔اب آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ کہاں تک اس کا پاس رکھتے ہیں۔اور عملی میدان میں اپنے اکابرین کے حسن انتخاب کا عملی نمونہ پیش کر کے یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ جس میدان کے لئے آپ کا انتخاب ہوا ہے، یہ فیصلہ درست تھا۔کام چوری ہمارے معاشرہ کی بنیادی کمزوری ہے۔آج دفاتر پر لوگوں کا ہجوم رہتا ہے وہ مسائل لیکر دور دور سے آپ کے پاس آتے ہیں۔آپ اس بارے میں فکرمند ہوں کہ ان لوگوں کو کیسے کنٹرول کریں گے۔یہ ایک وزیر اور مشیر کی اہلیت کا امتحان ہے۔کہ وہ اپنے کام کو خوش اسلوبی سے نمٹا کر لوگوں کو خندہ پیشانی سے رخصت کر دے۔بیوروکریسی اور افسر شاہی کے نخرے مشہور ہیں۔ان کے لئے اپنے وزراء کو ناکام بنانا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔اس لئے محکمانہ کاروائی سے باخبر رہنا آپ کی ذمہ داری ہے۔خدانخواستہ آپ کے حسن ظن یا غفلت کی وجہ سے ماتحت عملہ کوئی غلطی کرے۔چوری کرے۔رشوت لے یا کوئی اور خیانت کرے تو آپ یقیناً اس سے بری الذمہ نہیں قرار دیے جا سکتے۔ جس کام کو آپ نہیں سمجھتے ہیں، اس کو سمجھنے کی کوشش کریں۔یہ کوئی عذر نہیں کہ میں محکمہ کا فلاں کام نہیں سمجھتا ہوں۔آپ سمجھنے کی کوشش کریں اور جب واقعی ادراک سے قاصر ہوں تو پھر طاقت سے بالا بوجھ اٹھانے سے معذرت کر دیں۔نفاذ شریعت کونسل نے حکومت کو تجویز دی ہے کہ ہر پندرہ دن میں کابینہ کا یوں غیر رسمی اجلاس ہو۔اس میں اصلاحی اور جماعتی تربیت کے علاوہ محکمانہ تربیت بھی ہو کہ آپ حضرات ماتحت عملہ سے کیسے کام لیں گے۔آپ حضرات کا اس جیسی محفل میں باہمی طور پر کارگزاری سنانے کا اہتمام ہو۔جو مشکلات آپ کو پیش آئی ہیں ان پر آپ نے کیسے قابو پایا ہے؟ اور جن مشکلات سے آپ دوچار ہیں ان کا آپس میں مل بیٹھ کر علاج تجویز کریں۔یوں آپ کی کارکردگی بہتر رہے گی۔ اور آپ اس اہم ذمہ داری سے عہدہ برا ہو سکیں گے۔

(۳) سرکاری املاک کا تحفظ:

آخری بات جو آپ کی کردار سازی کیلئے بنیادی عوامل کا حصہ ہے۔وہ سرکاری املاک کا

تحفظ ہے-یا یوں سمجھیں کہ آپ زندگی کے اس نازک موقعہ پر حلال وحرام کی تمیز اپنا شعار بنا
وزارت کے حوالہ سے آپ کے پاس ملکی وسائل ہیں اور آپ کے دائرہ اختیار میں بہت کچھ
پیسوں کے علاوہ آپ کے پاس نوکریاں اور مناصب ہیں-عہدے اور پوسٹیں ہیں-میں مانتا
یہ نہایت محدود ہیں لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ نے صوبہ سرحد کے سیاہ وسفید کا مالک کچھ وقت کے لئے
کو بنادیا ہے-یہ اب آپ کا امتحان ہے کہ آپ اس میں دیانت داری کا مظاہرہ کہاں تک کرتے
یہ سب آپ کے پاس امانت ہیں-اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے ﴿ان اللہ یامرکم ان تؤدوا
الامانات الی اھلھا﴾ الآیۃ-ایک ایک کاغذ اور ایک ایک بال پوائنٹ آپ کے پاس امانت
ہے- آپ اس کی رکھوالی اور صحیح استعمال پر مامور ہیں-اس لئے ملکی وسائل کا تحفظ اپنی ذمہ
سمجھیں-آپ جو نوالہ منہ میں ڈالتے ہیں-اس کے بارے میں پہلے یہ تعین کرلیں کہ یہ حلال
آپ حضرات یہ دستور توڑ دیں--جس میں ملکی مسائل کو لوگ شیر مادر سمجھ کر ہڑپ کررہے ہیں-قو
ایک ایک پیسہ آپ کے پاس امانت ہے-آپ اس کا محافظ بنیں-یہ ہمارا قومی المیہ ہے کہ ملکی خزانہ
جارہا ہے-سفید پوش ڈاکو نت نئے طریقوں سے ملکی وسائل پر حملہ آور ہیں اور کوئی ان کا پوچھنے
نہیں آپ کم از کم صوبہ کے وسائل کی حد تک تحفظ کا ثبوت دیں-یہ گاڑیاں، بنگلے، دفاتر آپ کے
پاس امانت ہیں-آپ اس کے استعمال کا دائرہ کار معلوم کرلیں-ایسا نہ ہو کہ ملکی وسائل آپ کی ذات
پر خرچ ہوکر اجتماعی مفادات کی بجائے شخصی مفادات کے کلچر کو فروغ ملے-اس ملک کے ایک ایک پیسہ
میں ملک کے تمام لوگ شریک ہیں-اس لئے اس میں ادنیٰ خیانت کے خطرناک نتائج ہوسکتے ہیں
حضرت تھانویؒ کہیں ریل میں سفر کررہے تھے-کہیں سامان کے کرایہ میں چار آنے کم لئے گئے تھے-
آپ نے اسٹیشن پر اترتے وقت اسٹیشن ماسٹر سے چار آنے کا ٹکٹ لیکر ضائع کر دینے کو کہا تاکہ یہ
ملکی خزانہ میں داخل ہو-سٹیشن ماسٹر نے کہا چھوڑ دیں، مولوی صاحب! یہ رقم ہم نے آپ کو معاف کر
دی ہے-حضرت تھانویؒ نے فرمایا-تم کون ہوتے ہو معاف کرنے والے؟ یہ اس ملک کے چھوٹے
بڑے، مسلم وغیر مسلم کا حق ہے-تم یہ معاف نہیں کرسکتے-

ہماری کتنی بدقسمتی ہے کہ آج ملک کے کروڑوں کے قرضے سرمایہ داروں کو معاف ہورہے

ہیں-اور غریب کے قرضوں پر سود در سود ڈال کر رقم بار بار دوگنی کی جارہی ہے-ملکی وسائل کا تحفظ آپ
سب کا فرض ہے اور اس سے آپ کے اعمال کی قیمت بڑھے گی-ملکی وسائل میں خیانت، کسی شخص
کے مال میں خیانت سے کہیں زیادہ بدترین جرم ہے-آپ کسی شخص کی حق تلفی کرلیں گے-تو وہ معاف
بھی کردے گا-لیکن اجتماعی مفادات پر ڈاکہ ڈالنا ایسا بدترین جرم ہے کہ اس کی معافی کی کوئی صورت
نہیں پائی جاتی-یہی وجہ ہے کہ قیامت کے دن اجتماعی مفادات، ناجائز طور پر حاصل کرنے والے
کے سر پر جھنڈا لہرایا جائے گا--دور سے معلوم ہوگا کہ یہ اجتماعی مفادات کا خائن ہے-

خدارا! عہدہ سے غلط فائدہ نہ لیں-آپ کو جو مراعات ملتی ہیں جو آپ کا استحقاق ہے-ان
میں بھی کمی کردیں-آپ کا حق رہ جائے، یہ کوئی مسئلہ نہیں بلکہ آپ کے لئے فائدہ مند ہے-لیکن
حکومت کا کوئی حق آپ کے جیب میں بغیر کسی استحقاق کے پڑے، تو یہ خطرناک ہے-آپ حضرات
عمرؓ بن الخطاب اور عمر بن عبدالعزیزؒ کے اس عادلانہ نظام کا ترجمان بنیں-جنہوں نے عیادت کے
وقت ملکی تیل سے چراغ جلانے کو ناجائز سمجھ کر ذاتی شمع جلائی-آپ دفتر کے کاغذ، ٹیلی فون اور ہر چیز کو
امانت سمجھیں بلکہ دفتری قلم اور سیاہی تک بھی ذاتی کام میں استعمال نہ ہو- بلکہ میری عاجزانہ
درخواست ہے کہ آپ جماعتی ضروریات کو حکومتی ضروریات سے خلط ملط نہ کریں ہر ایک کو علیحدہ
رکھیں- حکومتی وسائل صرف اور صرف حکومت ہی کے کاموں میں صرف کردیں-ممکن ہے یہاں کوئی
پوچھنے والا نہ ہو-لیکن اللہ تعالیٰ کی کتاب میں یہ سب کچھ محفوظ ہے-خفیہ ایجنسیاں اور بیوروکریسی آپ
کے لئے فائل کھلوا کر آپ کی سرگرمیاں نوٹ کرنے میں کمی اور زیادتی کرسکتی ہیں-اس سے جان
چھڑانا دنیا میں ممکن بھی ہے-لیکن احکم الحاکمین کے دربار میں قومی اور ملکی وسائل میں خیانت کے جرم کی
معافی ممکن نہیں-اللہ تعالیٰ ہماری اور آپ سب کی حفاظت فرمائے-آمین-

Scanned with CamScanner

مفتی غلام الرحمن

ولئن أتيت الذين اوتوالكتب بكل اية ما تبعوا قبلتك وما انت بتابع قبلتهم وما بعضهم بتابع قبلة بعض ولئن اتبعت اهواء هم من بعد ما جاء ك من العلم انك اذا لمن الظالمين o الذين اتينهم الكتاب يعرفونه كما يعرفون ابناء هم وان فريقا منهم ليكتمون الحق وهم يعلمون o الحق من ربك فلا تكونن من الممترين o

ترجمہ۔اور اگر آپ اہل کتاب کے سامنے ہر قسم کی نشانیاں لا کر رکھ دیں۔تب بھی تمہارے قبلہ کو نہیں مانیں گے۔نہ اب آپ کے لئے ممکن ہے کہ تم ان کے قبلہ کو مانو۔اور نہ یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کا قبلہ مانتے ہیں اگر آپ نے حق واضح ہونے کے بعد ان کی خواہشات کی پیروی کی یقیناً یہ تمہاری زیادتی شمار ہوگی۔جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس قبلہ کو ایسا جانتے ہیں جیسا کہ اپنی اولاد کو جانتے ہیں۔البتہ ان میں سے ایک جماعت جانتے ہوئے حق کو چھپاتی ہے۔لیکن حق وہی ہے جس کا فیصلہ تمہارے رب نے کیا پس تم ذرا بھر تردد میں نہ رہو۔

محاسن۔

ہر ایک کی خواہش ہوتی ہے کہ میرا نظریہ اور عقیدہ غالب رہے پھر مسلمان ایک خالص جذبہ کی بنیاد پر تمام لوگوں کی ہدایت کا خواہاں رہتا ہے۔تاکہ لوگ گمراہی کے دلدل سے بچ کر اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کر سکیں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو پوری انسانیت کی ہدایت کے لئے ہمیشہ فکرمند رہتے یہاں تک اگر مشرکین یا اہل کتاب فرمائشی معجزوں کا مطالبہ کرتے تو آپ ﷺ کی خواہش ہوتی کہ کاش یہ معجزے رونما ہوتے تاکہ ان لوگوں کو ہدایت نصیب ہو۔تحویل قبلہ کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ

اپنے محبوب کو تسلی دے رہے ہیں کہ اے میرے پیغمبر اگر آپ اہل کتاب کو ہر قسم کی نشانیوں سے نوازیں پھر بھی یہ لوگ قبلہ ماننے کے لئے تیار نہیں۔اور نہ آپ سے یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ کہیں آپ ﷺ بھی ان کے قبلہ کے تابع ہو جاؤ گے۔کیونکہ اس کے بعد نسخ کا احتمال نہیں۔یہود و نصاریٰ آپس میں بھی ایک دوسرے کے قبلہ کو تسلیم نہیں کرتے ہیں۔اس لئے آپ ﷺ کو اپنے موقف پر ڈٹ کر رہنا چاہئے قبلہ کا مسئلہ حتمی ہے اس میں بغیر کسی جھجک کے دوٹوک اعلان کر کے عمل کرتے رہیں۔قبلہ تمہارا ایک ہے اس کے بعد بھی اگر کوئی ان کے موق سے متاثر ہو کر نرمی اختیار کرے تو یقیناً زیادتی ہوگی۔

آیت کے مفہوم پر غور کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن تحویل قبلہ کے مسئلہ میں ذرا بھر لچک کا قائل نہیں کیونکہ یہ مسلمانوں کی مذہبی ثقافت، اتحاد و یگانگت اور باہمی اتحاد کا سوال ہے کہ دنیا کے جس کونے میں بھی ہوں، جو زبان بھی بولتے ہوں اور جس رنگ و نسل سے وابستہ ہوں مسلمان ہونے کے بعد تمہارا قبلہ ایک رہے گا۔جس نے بھی اس میں کمزوری کا مظاہرہ کیا، یہ نا قابل برداشت ہے۔یہاں تک جلالی انداز کا بیان اپنایا گیا کہ اے میرے پیغمبر اگر آپ نے بھی آسمانی وحی آنے کے بعد ان کے خود ساختہ نظریہ کی تابعداری کی۔آپ ﷺ کی بھی زیادتی متصور ہوگی۔علماء کرام فرماتے ہیں کہ قضیہ شرطیہ کے امکان صدق سے طرفین کا صادق ہونا ضروری نہیں۔بلکہ بسا اوقات طرفین کے محال ہونے کے باوجود قضیہ شرطیہ کے صدق کا امکان رہتا ہے۔مثلاً (قل ان كان للرحمن ولدا فانا اول العابدين)۔ اگر اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہوتا تو سب سے پہلے میں اس کی عبادت کرتا۔اس لئے امکان صدق شرطیت عصمت کے منافی نہیں۔حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کیسے ممکن ہے کہ اہل کتاب کی خود ساختہ نظریات کی طرف مائل ہو۔اس لئے علماء کرام فرماتے ہیں۔اگر چہ یہ خطاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن درحقیقت امت کو تعلیم دینا مقصود ہے جس سے ﴿تعریض﴾ کیا جاتا ہے۔امت کو کیا جارہا ہے کہ دشمنان اسلام کے بے بنیاد افکار سے متاثر ہونا ناقابل معافی جرم ہے۔وحی الٰہی کے بعد خود ساختہ عقائد یا افکار کی کوئی حقیقت نہیں رہتی۔اس لئے اس سے انکار کو قرآن نے بڑے موثر انداز میں پیش کیا۔چنانچہ علماء معانی کی نظر میں اس آیت میں تیرہ تاکیدات سے اس حقیقت کو آشکار کیا گیا۔

Scanned with CamScanner

قرآن تحویل قبلہ کی حقیقت ایسا بدیہی مسئلہ قرار دے رہا ہے جس سے نہ ماننے کی
باقی نہیں رہتی۔گذشتہ ادیان میں یہ پیشنگوئی کی گئی تھی کہ آخری نبی کا قبلہ کعبۃ اللہ یعنی مسجد
اہل کتاب کے ہاں اتنی شہرت سے پھیل گیا کہ چھوٹا بڑا اس سے آگاہ تھا جیسا کہ والدین کا
کے بارے میں غلطی کا امکان نہیں ہوتا۔اور نہ والدین کسی دلیل کے محتاج ہوتے ہیں۔ایسا
کتاب بھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس صفت سے آگاہ تھے اس کے باوجود
قبلہ کے بارے میں ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کررہے ہیں۔آپ اُن سے متاثر نہ ہوں اور آپ کے
میں کچھ ضعف پیدا نہ ہو۔

غیراسلامی افکار سے متاثر ہونے کی ممانعت:

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان اپنی اسلامی ثقافت اور تہذیب پر ثابت قدم
مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ وہ اپنے مذہبی اور اسلامی ثقافتی ورثہ کا تحفظ کرے۔اور کسی غیراسلامی
سے متاثر نہ ہوں۔زندگی کے جس شعبہ میں اسلام نے واضح حدود متعین کئے ہیں ان کو چھوڑ کر
اسلامی اقدار اپنانا خود اپنے مذہب اور عقیدہ سے بے وفائی کا مترادف ہے۔اسلامی تہذیب و ثقافت
احیاء اس میں ہے کہ مسلمان زندگی کے ہر شعبہ میں دینی اقدار اور اسوہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو اجاگر کریں۔

ولکل وجهة هو موليها فاستبقوا الخيرات ط أين ما تكونوا يأت بكم الله جميعا ط
ان الله على كل شىء قدير ٥ ومن حيث خرجت فول وجهك شطر المسجد
الحرام وانه للحق من ربك ط وما الله بغافل عما تعملون ٥ ومن حيث خرجت
فول وجهك شطر المسجد الحرام وحيث ماكنتم فولوا وجوهكم شطره ط لئلا
يكون للناس عليكم حجة الا الذين ظلموا منهم فلا تخشوهم واخشونى ولاتم
نعمتى عليكم ولعلكم تهتدون ٥

ترجمہ ۔

ہر ایک کی توجہ کا مرکز ہے جس کی طرف وہ رخ کرتا ہے پس تم نیکی میں سبقت کرتے رہو جہاں کہیں

ہو اللہ تعالیٰ تم سب کو سمیٹ کر لائے گا بے شک وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔جہاں سے تم نکلے تو مسجد
حرام کی طرف نماز میں منہ پھیرا کرو۔یقیناً یہ تمہارے رب کا دوٹوک فیصلہ ہے۔اور اللہ تعالیٰ تمہارے
کردار سے بے خبر نہیں۔اور جہاں کہیں تم نکلے پس مسجد حرام کی طرف نماز میں منہ پھیرا کرو تاکہ
لوگوں کو تمہارے خلاف بولنے کا موقعہ نہ ملے ہاں ان میں جو ہٹ دھرمی کرنے والے ہیں ان سے تم نہ
ڈرو۔صرف مجھ سے ڈرو تاکہ میں تم پر اپنی مہربانی مکمل کروں اور تم راہ یاب ثابت ہو۔

محاسن:

مدتوں تک بیت المقدس کی طرف توجہ کرکے اچانک تبدیلی یقیناً بڑا واقعہ تھا۔پھر یہ بھی کہ
جا بجا مخالفین کے اعتراضات بھی سننے پڑتے تھے اس لئے ذہن سازی پر خاص توجہ دی گئی۔تبدیلی کا
مسئلہ نازک ہوتا ہے۔اس کے لئے تدریجی مراحل سے گزرنا پڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ شریعت محمدی صلی
اللہ علیہ وسلم میں جہاں کہیں کسی سابقہ حکم میں تبدیلی آئی وہاں محتاط رویہ اپنایا گیا۔یہاں پر بھی یہ بتایا گیا
کہ ابھی تک تم لوگ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھ رہے تھے اس پر اہل کتاب کو ناز ہے۔وہ اس کو اپنا
قبلہ سمجھتے ہیں پھر عیسائیت اور یہودیت ہر ایک نے مذہبی تشخص کے تحفظ کے لئے الگ جہتیں متعین کر
رکھے ہیں اس کا تقاضا تھا کہ مسلمانوں کے مذہبی تشخص کو اجاگر کرنے کے لئے مستقل قبلہ ہو۔
تمہارے لئے اس کی تعیین ہوچکی ہے۔اب یہی نیکی ہے کہ تم اپنے قبلہ کی طرف نماز میں توجہ کرتے
رہو۔یہ نیکی کا مسئلہ ہے اس میں کسی پروپیگنڈے سے متاثر ہونے کی بجائے اپنا سفر جاری رکھنا چاہئے
ایک دوسرے سے سبقت کرکے آگے قدم لینا چاہئے۔تمہاری زندگی کی ہر گھڑی اللہ تعالیٰ کی نظر میں
ہے تم جہاں کہیں بھی ہو جس حالت میں ہو۔اللہ تعالیٰ تمہیں اکھٹا کرے گا وہ اس پر قدرت رکھتے ہیں۔

تحویل قبلہ کے حکم میں تکرار کی وجہ:

قرآن نے یہاں پر تین بار کعبہ کی طرف توجہ کرنے کا حکم ذکر کیا۔قرآن میں کئی مقامات پر
یوں احکام کے بار بار ذکر کرنے کی نشاندہی ہوتی ہے اس لئے قرآن کے تکرار کا طریقہ ایک مستقل
موضوع ہے۔لیکن واضح طور پر قرآن میں جہاں کہیں احکام یا واقعات میں تکرار پائی جائے۔اس کے

Scanned with CamScanner

خاص مقاصد ہوتے ہیں یہاں پر تکراری وجوہات میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ تحویل قبلہ کا
پیش نظر بار بار تذکرہ ہو رہا ہے تاکہ معاشرہ میں اس کی اہمیت اجاگر ہو اور لوگوں کے ذہن
حقیقت بیٹھ جائے کیونکہ جو بات بار بار دھرائی جائے اس کے خاص اثرات ہوتے ہیں اور
میں بیٹھنے کے لئے اکسیر نسخہ ہے- مزید براں یہاں پر تین بار تذکرہ کا ایک اور فائدہ بھی ہے
دفعہ ذکر کر کے احوال کے عموم کی طرف اشارہ کیا دوسری دفعہ تذکرہ سے امکنہ کی تعمیم اور تیسری
کرنے سے ازمنہ کے عموم کو مدنظر رکھا- یوں حال و مکان اور زمانہ کے عموم کے حوالے سے تحویل
مسئلہ واضح کیا گیا- تاکہ سفر و حضر، اندرون و بیرون مدینہ میں کوئی تفرقہ باقی نہ رہے-

تحویل قبلہ اور اتمام حجت:

تحویل قبلہ کی تعبیری علت یہ بیان کی گئی کہ تمہارے لئے تحویل ناگزیر تھی کیونکہ گزشتہ
میں تمہارے لئے کعبہ کا قبلہ ہونا تمہاری پیشنگوئی کا حصہ تھا- اس کے بغیر تمہارا تشخص نامکمل تھا اگر
نہ ہوتو لوگوں کو اس پروپیگنڈہ کا موقعہ ملتا کہ ابھی تک یہ اپنے قبلہ سے کیوں محروم ہے؟ یہ الگ بات
کہ اس کے باوجود بھی پروپیگنڈہ کا کلی طور پر خاتمہ نہ ہوا- اب بھی وہ لوگ اعتراضات کر رہے ہیں
دیدہ دانستہ اللہ تعالی کے احکام کو پس پشت ڈال کر اپنی ہٹ دھرمی پر ڈٹے ہوئے ہیں- چونکہ تحویل
کے بعد کا پروپیگنڈہ بے بنیاد ہے- اس کے لئے کوئی ثبات نہیں پایا جاتا- اس لئے تمہیں ان سے نہ
ڈرنا چاہئے- دل میں اللہ تعالی کا خوف غالب ہونا چاہئے- کیونکہ دوسری طاقتیں اللہ تعالی کی قدرت
کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتیں-

تحویل قبلہ اور اتمام نعمت:

یہ تحویل قبلہ کی چوتھی علت ہے- اللہ تعالی نے جب اس امت پر اپنی مہربانیوں
دروازے کھول کر نوازشات کی تحدید نہیں کی- ہر قسم کے لطف و کرم سے نوازا- اس کا تقاضا تھا
مستقل قبلہ متعین فرمادے- اس کے بغیر مہربانیوں کا سلسلہ ناقص رہے گا- کیونکہ دوسری نعم
مہربانیوں کے باوجود جب قبلہ کی تعیین نہ ہوتو تشخص ادھورا رہے گا چونکہ اس سے دوسری نعم

مہربانیوں کو تقویت ملے گی- اس لئے اللہ تعالی نے فرمایا کہ قبلہ تمہارے لئے اس وجہ سے تبدیل ہوا تاکہ تم پر نعمتیں پوری ہوں- چونکہ مہربانیوں کا سلسلہ جب انتہا کو پہنچے تو اس میں امت کی ہدایت کا راز مضمر ہوتا ہے- اس لئے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ تحویل قبلہ اتمام نعمت ہو کر تمہاری ہدایت یافتہ ہونے کی بھی دلیل ہے-

كما ارسلنا فيكم رسولا منكم يتلوا عليكم اياتنا ويزكيكم ويعلمكم الكتاب والحكمة ويعلمكم مالم تكونوا تعلمون o فاذكروني اذكركم واشكروالي ولا تكفرون o

ترجمہ- جیسا کہ ہم نے تم میں سے ایک پیغمبر منتخب کر کے بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں تلاوت کرتا ہے- تمہارے دلوں کو آلودگیوں سے پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں وہ کچھ بتاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے پس مجھے ہی یاد کرو میں تم کو یاد کروں گا- میرا شکریہ ادا کرکے ناشکر نہ بنو-

محاسن -

یہ اتمام نعمت کی تکمیل کی تصویر ہے جیسا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کائنات عالم کے لئے معلم بنا کر بھیجا گیا اور آپ ؐ کو ان چار صفات سے خصوصی طور پر نوازا گیا جو حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے بناء بیت اللہ کے وقت دعائیں مانگ کر ذکر کئے تھے- بیت اللہ کی تعمیر اس لئے ہوئی کہ خاتم النبیین آ کر اس کو آباد کرے گا- اور آپ ؐ ہی کی وجہ سے اس کی عظمت دوبالا ہوگی اس لئے تحویل قبلہ درحقیقت دعاء ابراہیمی اور بعثت نبوی کی تکمیل کی آخری اینٹ ہے جس سے کائنات عالم پر اللہ تعالی کی مہربانی کی تکمیل ہوئی- اتنی بڑی مہربانیوں کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالی کو یاد کیا جائے- چونکہ ذکر الہی درحقیقت اللہ تعالی کی مہربانیوں کا شکریہ بجالانے کا مترادف ہے- اور کفران نعمت سے بچنے کا ذریعہ ہے- اس لئے قرآن نے مسلمانوں کو ذکر کرنے کے وظیفے پر مامور کیا-

ذکر الہی کا دائرہ کار:

تحویل قبلہ کے موقعہ پر اللہ تعالی نے مسلمانوں کو ذکر کے وظیفہ کا مطالبہ کیا اور اس کو جذ

Scanned with CamScanner

کا ترجمان قرار دیا- اس لئے مسلمان کو اس کا خاص اہتمام کرنا چاہئے- ذکر الٰہی کے ذریعہ انسان
تعالیٰ کے مقرب بندوں کی فہرست میں نام پا سکتا ہے یہی تو ملک اعلیٰ کی محفل میں تذکرہ کا سبب بن
ابن ماجہ کے حوالہ سے عبداللہ بن بسرؓ کا کہنا ہے ایک دیہاتی دربار نبویؐ میں حاضر ہو کر کہنے لگا اسلام
شاخیں پھیل گئی ہیں مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جس کو مضبوطی سے تھام لوں آپ نے فرمایا-
﴿لا یزال لسانك رطبا من ذكر الله عز وجل﴾ تمہارے لئے یہ ضروری ہے کہ ہر وقت
تمہاری زبان پر اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری ہو-

انسان کے اوقات کی قیمت ذکر الٰہی سے بڑھتی ہے- تاہم یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ذکر الٰہی کے
کئی شعبے ہیں- یہ ذکر الٰہی کا ابتدائی درجہ ہے جہاں زبان پر تسبیح و تہلیل و تمجید اور حمد ہو اور اس کے ساتھ
قرآن کی تلاوت بھی ذکر کا اہم شعبہ ہے- دوسرے درجہ میں ذکر یہ ہے کہ یہ حقیقت زبان سے گزر کر
دل میں اترے- جب دل کی گہرائیوں پر اللہ تعالیٰ کے ذکر کا غلبہ ہوتا ہے تو دل رئیس الاعضاء ہونے کی
وجہ سے جسم کے تمام اجزاء پر اس کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں- ذکر قلبی کے مرحلے میں انسان کو لطائف
باطنیہ اور تمام قوی ادراکیہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کرنا پڑتا ہے- اس میں جب محویت کا رتبہ حاصل ہو
تو انسان خود اپنے جسم سے بے خبر ہو جاتا ہے- اس مرحلہ تک پہنچنے کے لئے شیخ اور مرشد کی رہبری ضر
انسان کبھی نفی و اثبات اور کبھی مراقبہ کا راستہ اختیار کرتا ہے- کائنات عالم میں غور و خوض، تدبر اور سوچ
فکر سے بھی یہ منزلیں آسان ہوتی ہیں- اس حالت میں رسوخ پیدا ہونے پر اس کے اپنے قوی اپنے
دائرہ اختیار سے نکلنے کے عجائب اور نوادرات کی دنیا کے دروازے اس پر کھل جاتے ہیں- یہ نازک
مرحلہ ہوتا ہے- باشریعت شیخ کی رفاقت کے بغیر یہ سفر مشکل رہتا ہے جا بجا اس میں پھسلنے بلکہ الٹے منہ
گرنے کا اندیشہ ہوتا ہے- یہاں پہنچ کر شیخ اور مرشد کی ضرورت شدت سے محسوس ہوتی ہے-

دل میں ذکر الٰہی کی حقیقت بیٹھ جائے تو پورے بدن پر اس کے اثرات نمایاں ہوتے ہیں
اور ہر عضو پر خشیت الٰہی ایسی طاری ہو کر اپنی ذمہ داری کا احساس کرتی ہے- چنانچہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ بدن میں گوشت کا چھوٹا ٹکڑا ہے اگر یہ درست ہو تو پورا بدن درست
رہے گا اور اگر یہ خراب رہے تو تمام بدن خراب رہے گا خبردار وہ ٹکڑا ﴿دل﴾ ہے-

جمہوریت رکھ دیا- تاکہ لوگوں کی ملامت سے بچ جائیں- یہاں تک کہ پاکستان کا نام ہی اسلامی جمہوریہ رکھ دیا- جمہوریت سے اتنے ڈرتے ہیں کہ اسلامی نظام کی بجائے اسلامی جمہوری نظام لکھتے ہیں- حالانکہ اسلام خود ایک نظام ہے- اسلام میں جس طرح معیشت کا نظام ہے اسی طرح سیاست کا نظام بھی ہے- لیکن جمہوریت کے خوف سے اسلام کے مقدس نام کے ساتھ جمہوریت کا پیوند لگا دیا- گویا ان کے نزدیک ایک مغربی جمہوریت ہے اور ایک اسلامی جمہوریت- اگر جمہوریت کا مقصد عوام کو حقوق دیکر ان کو خوش کرنا ہے تو اسلام کے ساتھ پھر کوئی ٹکراؤ نہیں- صرف اصطلاحی فرق ہوگا- کیونکہ اسلام بھی سب کو حقوق دینے کا مدعی ہے بلکہ اسلام تو حیوانات، نباتات وغیرہ کو بھی حقوق دیتا ہے- جب اسلام کے ساتھ مکمل نظام بمع نام کے موجود ہے- تو یورپ سے مرعوب اور خائف ہو کر کیوں ان کی اصطلاح کو اپنے نظام میں جگہ دی جا رہی ہے-

شورائی نظام:

اسلام کا نظام شورائی ہے- اگر کوئی اس شورائی نظام کو جمہوری نظام کا نام دے تو ٹھیک ہے لیکن اس طرح ذہن موجودہ جمہوری نظام اور اس کی تائید اور تقویت کی طرف جائے گا- عام لوگ یہی فہم کریں گے کہ موجودہ جمہوری نظام اسلام بھی چاہتا ہے حالانکہ موجودہ جمہوری نظام اسلام کے ساتھ میل نہیں کھاتا- اس لئے کہ جمہوری نظام کی اسمبلی اور شوریٰ میں فرق ہے- اسمبلی عوامی رائے سے بنتی ہے- جس کو زیادہ ووٹ مل جائیں وہ اسمبلی کا ممبر بن جاتا ہے- خواہ وہ اہل ہو یا نہ ہو- جبکہ شوریٰ امیر مملکت بناتا ہے- رشید رضا حضرت ابوبکرؓ کی شوریٰ کے بارے میں لکھتے ہیں- (هذه الشورى حصلت فى عهد ابى بكرؓ وهو الذى تولاها بنفسه) - یہ شوریٰ ابوبکرؓ کے عہد میں بنی اور ابوبکرؓ نے خود اس کو تشکیل دیا- (المنار) اسمبلی کے ممبر میں اوصاف کی رعایت نہیں ہوتی- مسلم، غیر مسلم، مرد، عورت، عالم، جاہل، ماہر فن، غیر ماہر، تعلیم یافتہ، غیر تعلیم یافتہ، ہر ایک ممبر بن سکتا ہے جبکہ شوریٰ کے ممبر میں ان اوصاف کی رعایت ہوتی ہے- (۱) عقل مند (۲) تجربہ کار (۳) مسلمان (۴) ملک و قوم کا خیر خواہ (۵) امین اور دیانتدار (۶) مخلص (۷) متقی عالم (۸) مرد ہو- ارکان شوریٰ میں باہمی چپقلش اور حسد وغیرہ نہیں ہوتا- موجودہ اسمبلی چار یا پانچ سال کے لئے ہوتی ہے- شوریٰ میں ایسا

Scanned with CamScanner

نہیں ہوتا بلکہ جب تک اس میں شوریٰ کی اہلیت ہو، ممبر رہے گا جبکہ اسمبلی کا رکن مقررہ مدت پوری ہونے کے بعد خود بخود معزول ہوجاتا ہے- اگرچہ اس میں مشورہ کی اہلیت بدرجہ اتم موجود ہو- اس کی ساری حیثیتیں اور صلاحیتیں کسی قطار وشمار میں نہیں ہوتیں- (۴) شوریٰ میں ان باتوں کا مشورہ ہوتا ہے جس میں شریعت عقل یا تجربہ کے لحاظ سے نفع وضرر کا پہلو متعین نہ ہو- اگر کوئی پہلو متعین ہے تو پھر مشورہ کی ضرورت نہیں ہوتی- اسمبلی میں پہلے سے کسی بات کا شرعاً، عقلاً اور تجربتاً نفع یا ضرر کا پہلو متعین ہو تو بھی اس پہلو کو اپنانے کے لئے ارکان اسمبلی کی رائے لی جاتی ہے- تا کہ اتفاق رائے یا کثرت رائے سے اس کو نافذ کیا جائے (۵) اسمبلی میں مشورہ کثرت رائے یا اتفاق رائے کے لئے ہوتا ہے- اگرچہ کسی ایسی بات پر اتفاق یا کثرت رائے قائم ہوجائے- جو عقلاً یا شرعاً ناجائز ہو- یہی وجہ ہے کہ اسمبلی میں خلاف اسلام قانون پاس ہوتے رہتے ہیں- کوئی اسلامی یا اچھی رائے دے تو اتفاق رائے یا کثرت رائے نہ ہونے کی وجہ سے اس کی رائے رد کردی جاتی ہے- پاکستان کی اسمبلیوں میں شریعت بل کو فٹ بال بنا کر رکھ دیتے ہیں- بل کبھی ایک اسمبلی میں جاتا ہے کبھی دوسری میں- اس کے مقابلہ میں شوریٰ میں مشورہ اصابت رائے کے لئے ہوتا ہے- کہ مشورہ کے ذریعے کوئی ایسی بات سامنے آجائے جس میں خیر کا پہلو غالب ہو- یہ الگ بات ہے کہ اس صحیح اور غالب الخیر رائے پر سب کا اتفاق ہوجائے یا کثرت رائے ہو- امیر کبھی قلیل کی رائے کے مطابق فیصلہ کردیتا ہے کبھی کثرت کی رائے کے مطابق- کبھی امیر کی رائے پوری شوریٰ کی رائے کے خلاف ہوتی ہے- اس لئے کہ امیر شوریٰ کی رائے کا پابند نہیں بلکہ مشورہ کے بعد اللہ پر توکل کرکے رائے قائم کرے گا- مشورہ کے بعد مخلص ہوکر جو رائے بھی قائم کرے گا اس میں انشاء اللہ خیر ہوگی- (۶) اسمبلی میں سربراہ کثرت رائے یا اتفاق رائے کو رد نہیں کرسکتا ضرور اس پر عمل کرے گا- (۷) شوریٰ کے ارکان مشورہ سے قبل ہم خیال ہوتے ہیں- سب میں ایک جیسی صفات ہوتی ہیں- مشورہ میں خودغرضی نہیں ہوتی- اس لئے صحیح رائے نکل آتی ہے- جبکہ اسمبلی کے تمام ارکان ہم خیال نہیں ہوتے- کوئی ممبر مسلمان ہوتا ہے کوئی کافر، کوئی مرد کوئی عورت، کوئی حزب اقتدار سے ہوتا ہے کوئی حزب مخالف سے- ان میں اتفاق رائے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا- صرف پوری یا بھاری اکثریت درکار ہوتی ہے- (۸) اسمبلی کے ارکان متعین اور

مقرر ہوتے ہیں- اگر کوئی اسمبلی کا ممبر نہیں تو اس کی رائے کا کوئی اعتبار نہیں- اگرچہ وہ انتہائی صائب رائے ہو- جبکہ شوریٰ میں شوریٰ کے افراد متعین بھی ہوسکتے ہیں- اور غیر متعین بھی- امیر مملکت کبھی اہل فرد سے بھی مشورہ لے سکتا ہے- ضروری نہیں کہ مشورہ دینے والا شوریٰ کا رکن ہو- ان اختلافات کے ہوتے ہوئے موجودہ اسمبلیوں اور اسلامی نظام کی شوریٰ کو ایک چیز سمجھنا صحیح نہیں- بلکہ دونوں ایک دوسرے سے بالکل جدا ہیں- شورائی نظام میں قوت نافذہ امیر کے پاس ہوتی ہے- شوریٰ کے پاس نہیں- امیر پوری شوریٰ کے خلاف بھی رائے قائم کرسکتا ہے- اس لئے کہ شوریٰ رائے دیتی ہے اور رائے کا رد کرنا صحیح نہیں- اگرچہ وہ رائے اکثریت کی ہو یا اتفاق رائے ہو- امیر مشورہ کے بعد اللہ کی ذات پر توکل کرکے انفرادی رائے قائم کرسکتا ہے- ارشاد باری ہے- (وشاورهم فى الامر فاذاعزمت فتوكل على الله) اور ان سے مشورہ لے کام میں پھر جب قصد کرچکا اس کام کا تو پھر بھروسہ کر اللہ پر (آل عمران) یہاں عزمتم نہیں فرمایا- بلکہ خطاب صرف حضورؐ سے ہے- وجہ یہ ہے کہ مشورہ صائب اور صحیح رائے معلوم کرنے کے لئے ہوتا ہے نہ کہ کثرت رائے یا اتفاق رائے کے لئے- مشورہ میں صحیح رائے نکل آتی ہے یا مختلف مشوروں سے امیر کے ذہن میں کوئی غالب الخیر رائے آجاتی ہے- بظاہر تو امیر کی ذاتی رائے ہوتی ہے- لیکن حقیقت میں وہ رائے شوریٰ کے آراء کی طرف منسوب ہوتی ہے- اگر امیر مشورہ نہ کرے اور ذاتی رائے قائم کرے تو یہ مطلق العنانی ہے- ایسے امیر کا عزل واجب ہے- (قال ابن عطيه والشورى من قواعد الشريعة و عزائم الاحكام ومن لايشير اهل العلم والدين فعزله واجب هذا مالاخلاف فيه) - ابن عطیہ فرماتے ہیں شوریٰ شریعت کے قواعد اور اولوالعزم احکام میں سے ہے جو اہل علم اور دیندار لوگوں کے ساتھ مشورہ نہیں کرتا اس کا عزل واجب ہے- اس میں کس کا خلاف نہیں- (قرطبی الجزالرابع ص ۲۴۹) تفسیر البحر المحیط میں ہے - (فاذا عقدت قلبك على امر بعد الاستشارة فاجعل تفويضك فيه الى الله فانه العالم بالاصلح لك والارشد لامرك لايعلمه من اشار اليك) جب مشورہ کے بعد کوئی بات دل میں آجائے تو اللہ کی طرف پرد کر کیونکہ صحیح راہ وہی دکھلاتا ہے- جس نے تجھے مشورہ دیا وہ نہیں جانتا (ج ۳ ص ۴۰۹) معلوم ہوا

کہ امیر شوریٰ کی رائے کا پابند نہیں - امام طبری فرماتے ہیں -(فامض لما امرناك به على ما
امرناك به وافق ذالك آراء اصحابك وما اشاروا به عليك او خالفها) - ہمارے حکم
کے مطابق چلو خواہ وہ رائے مشورہ دینے والوں کی آراء کے مخالف ہو یا موافق (جامع البیان ج ۴ ص
۲۰۴) بالکل تصریح ہے کہ امیر شوریٰ کے آراء کا پابند نہیں -

تفسیر آیات الاحکام میں ہے -(ای اذا عقدت قلبك على الفعل وامضائه بعد المشاورة
الى عرفت بها وجه الصواب) مشورہ کے بعد جب کسی صحیح پہلو کے امضاء پر دل میں پختگی
آجائے (ج ۱-۲، ص ۳۵۰) اس سے بھی معلوم ہوا کہ امیر مشورہ کے بعد اپنے صحیح رائے قائم کرے گا

علامہ ظفر احمد عثمانی فرماتے ہیں -(قول الجمهور بشئ ليس من الادلة الشرعية فى
شئى قال ابن القيم فى زاد المعاد ماوجدنا فى الادلة الشرعية ان قول الجمهور
حجة مضافة الى كتاب الله تعالى و سنة رسوله واجماع امته ومن تامل مذاهب
العلماء قديماً وحديثاً من عهد الصحابة رضى الله عنهم والى الان واستقرأ
احوالهم وجدهم مجمعين على تسويغ خلاف الجمهور و وجد لكل منهم اقوالاً
عديدة انفرد بها عن الجمهور انما تعتبر كثرة العدد مرجحاً فيما يتعلق
بالزواية دون ما يتعلق بالدراية وهذ صريح فى انه لاعبرة بكثرة العدد فى
الترجيح فيما هو محل المشورة والراى وانما اعتبرها محمد مرجحاً فيما
يتعلق بالرواية دون ما يتعلق بالدراية وهذا صريح فى انه لاعبرة بكثرة
العددى الترجيح فيما هو محل المشورة والراى وانما اعتبرها محمد مرجحاً
فيما يتعلق بالرواية دون ما يتعلق بالدراية فتنبه لذلك فان اكثر الناس عن
هذا غافلون ومن اطلع على مشاورة الصحابة فيما بينهم لم يشك قط من انهم
كانوا قد ياخذون بقول الواحد ويردون به اقوال الاكثرين من الجماعة وكانوا
مرة يردون اقوال الجميع فهذا ابوبكر الصديق عمل برايه وحده فى بعث
اسامة وفى قتال اهل الردة الاكثرين من الجماعة مع مخالفة جمهور الصحابة

فى ذالك فرد آراهم وامر ببعث اسامة بالرحيل وقاتل اهل الردة واطاعه فى ذالك
الصحابة كلهم وهذا هو مقتضى الاطلاق فى قوله تعالى فاذا عزمت فتوكل على
الله لم يقل فاذا عزمتم او عزم اكثركم او نحوه فافهم)
کسی معاملہ میں جمہور کا قول حجت شرعی نہیں - ابن القیم زاد المعاد میں فرماتے ہیں - کہ ہم نے جمہور
کے قول کو ایسا حجت شرعی نہیں پایا جو کتاب اللہ سنت رسول اللہ یا اجماع امت کی طرف منسوب ہو - اگر
کوئی صحابہ کرام کے زمانہ سے لیکر آج تک اگلے پچھلے علماء کے مذاہب کے احوال کی چھان بین کرے
تو وہ سب علماء کو اس بات پر متفق پائے گا کہ جمہور کا خلاف جائز ہے - ہر ایک کے انفرادی اقوال پائے
گا جو جمہور کے خلاف ہوں گے - روایت میں کثرۃ عدد کا اعتبار ہے اور درایت میں نہیں - یہ اس بات
کی تصریح ہے کہ محل مشورہ میں اکثریت کا اعتبار نہیں - امام محمد نے کثرت کو روایت میں اعتبار دیا ہے نہ
کہ درایت میں اس بات کو نوٹ کرلیں اکثر لوگ اس سے غافل ہیں جس کو صحابہ کرام کے مشوروں کا
علم ہے وہ کبھی بھی شک نہیں کرے گا کہ انہوں نے ایک کے قول کو اختیار کرنے میں اکثریت کے قول کو
رد کیا ہے - کبھی سب کے قول کو رد کردیتے - ابوبکر صدیق نے اسامہ کو بھیجنے اور مرتدین کے ساتھ قتال
میں صرف اپنی رائے پر عمل کیا ہے - جس میں جمہور صحابہ کرام کی مخالفت تھی - اور یہ بات آیت کے
سے بھی معلوم ہوتی ہے - فاذا عزمت فتوكل على الله فاذا عزمتم نہیں فرمایا - یا عزم
اکثرکم یعنی تم میں اکثریت قصد کرے - (احکام القرآن ج ۲ ص ۲۷۷)
ماحصل بحث کا مطلب یہ ہے کہ امیر کو شوریٰ پر بالادستی حاصل ہے - اگرچہ امیر کے مقابلہ میں شوریٰ
کی رائے اکثریت والی ہو یا اتفاقی - اس لئے کہ آراء میں جمہور کا خلاف جائز ہے - اس کا یہ مطلب
نہیں کہ امیر مطلق العنان بن کر ڈکٹیٹرشپ اختیار کرے - بلکہ امیر المومنین میں اہلیت کے ہوتے
ہوئے مشورے کے بعد انفرادی رائے اختیار کرنے میں بالادستی حاصل ہے - امیر مشورہ کا پابند ہے نہ کہ
[illegible] -

اس لئے بعض تفاسیر میں مذکور ہے -(صدرت من المشورة) - یعنی امیر جس رائے کو
اختیار کرے وہ مشورے سے ماخوذ ہوگی - یعنی مشورہ کے بعد رائے قائم کرسکتا ہے - ڈکٹیٹر وہ ہوتا ہے جو

Scanned with CamScanner

مشورہ کرنا چھوڑ دے اور من مانی کے ساتھ اپنی رائے کو نافذ کرتا رہے۔ ایسا شخص واجب المعزول ہے امیر کو مشورہ کا حکم ہے مشورہ میں خیر اور برکت ہوتی ہے۔ مشورہ کے بعد اللہ تعالی امیر کے دل میں صحیح بات ڈال دیتے ہیں۔ بظاہر وہ رائے امیر کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ لیکن حقیقت میں مشیروں کی آراء کا نچوڑ اور خلاصہ ہوتی ہے۔ مولانا ادریس کاندھلویؒ فرماتے ہیں۔ مشاورت کے لئے اختلاف رائے ضروری ہے۔ اب قابل غور امر یہ ہے کہ اختلاف رائے کی صورت میں فیصلہ کی کیا صورت ہوگی ایسی صورت میں کس رائے کو قابل عمل اور قابل قبول قرار دیا جائے اور کس رائے کو رد کیا جائے۔ احتمال عقلی صرف دو ہیں۔ قوت دلیل اور کثرت آراء۔ کہ کس کو ترجیح دی جائے۔ لیکن جب عقل کے ترازو میں تولتے ہیں تو روز روشن کی طرح یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اصل ترجیح اور فیصلہ کا دارومدار قوت دلیل پر ہے۔ کثرت رائے کو فی ذاتہ صحت اور صواب میں امور فیصلہ اور ترجیح میں کوئی دخل نہیں۔ البتہ انتباہ کی حالت میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ کثرت رائے قوت دلیل کی ایک علامت اور نشانی ہے۔ کثرت رائے کو حسن ظن کی بناء پر قوت دلیل کی نشانی کہا جا سکتا ہے۔ عین دلیل نہیں کہا جا سکتا

(دستور اسلام ص ۲۰)

اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ کثرت رائے دلیل نہیں۔ جب دلیل نہیں تو کثرت رائے کی مخالفت جائز ہوگئی۔ مولانا محمد اسحاق صدیقی فرماتے ہیں۔ امیر کو اس کا حق حاصل ہے کہ وہ اپنے ماتحت ملازمین حکومت یا دوسرے مسلمان میں سے کسی سے مشورہ طلب کرے۔ ان پر اس حالت میں مشورہ دینا واجب ہے اور جہاں تک اس کے تنفیذی اختیارات کا تعلق ہے وہ ان سے کیے مشورہ کو رد کر دینے اور صرف اپنی ذاتی رائے پر عمل کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ مندرجہ ذیل آیت ان سب حقوق اختیارات کو شامل ہے۔ (اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم) اللہ تعالی اور اس کے رسول کریم اور اپنے سرداروں (امیر المؤمنین وغیرہ) کی اطاعت کرو۔ اس قرآنی دلیل کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے واقعات خلیفہ کے ان سب اختیارات و حقوق کو وضاحت کے ساتھ ثابت کر رہے ہیں۔ بطور مثال یوم الردۃ میں حضرت صدیق اکبرؓ کا سب کی رائے کے خلاف جہاد کا فیصلہ ہے۔ حضرت فاروق اعظم کا حضرت خالد کو معزول کرنا۔ ایک فرد

کے اس اصول کو تسلیم کرنا کہ عمال کا تقرر کر کے خلیفہ عنداللہ بری نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ان کی اور ان کی کاروائیوں کی نگرانی بھی ضروری ہے۔ صدیق اکبرؓ کی بے ہوشی کی حالت میں دستاویز استخلاف پر بغیر ان سے دریافت کیے حضرت عثمان ذی النورین کا فاروق اعظم نام نامی لکھ دینا اور حضرت صدیق اکبر کا اس کاروائی کو منظور کرنا پیش کیا جا سکتا ہے (اسلام کا سیاسی نظام ص ۲۸۰) مزید لکھتے ہیں۔

اگر چہ خلیفہ کو اختیار ہے کہ وہ مجلس شوری کے متفقہ مشورہ کو رد کر دے یا ان سے مشورہ کیے بغیر بھی اپنے اختیارات کا استعمال کرے لیکن اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ غیر معمولی اور اہم اجتماعی و سیاسی امور میں مجلس شوری کے بغیر کوئی اقدام نہ کرے اور بغیر کسی قوی سبب کے اس سے متفقہ مشورہ کو رد نہ کرے (ص ۲۸۲) مفتی محمد شفیعؒ فرماتے ہیں۔ قرآن کریم کے بعض اشارات اور حدیث اور تعامل صحابہ کی تصریحات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اختلاف رائے کی صورت میں امیر اپنی صوابدید کے مطابق کسی ایک صورت کو اختیار کر سکتا ہے۔ خواہ اکثریت کے مطابق ہو یا اقلیت کے۔

(معارف القرآن ج ۲ ص ۲۲۵) مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں۔ جب آپ ایک جانب رائے پختہ کرلیں۔ خواہ وہ مشورہ کے موافق ہو یا مخالف ہو (بیان القرآن ج ۲ ص ۶۸)

اشکال۔

ممکن ہے کسی کے ذہن میں آئے کہ شوری کے متفقہ فیصلے کی مخالفت اجماع کی مخالفت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شوری کے متفقہ فیصلہ کی مخالفت اجماع کی مخالفت نہیں اس لئے کہ اجماع کی تعریف یہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کسی زمانہ کے تمام فقہاء مجتہدین کا کسی حکم شرعی پر متفق ہو جانا اجماع ہے۔ شوری کے تمام افراد اگر اہل اجتہاد ہوں تو بھی سب کے اتفاق سے اجماع نہیں اس لئے کہ امیر کی رائے سب کے مخالف ہے۔ ہاں اگر شوری کے تمام افراد فقہاء اور مجتہدین ہوں اور امیر سمیت سب کسی رائے پر متفق ہو جائیں تو یہ اجماع کہلائے گا۔ اب اس کی مخالفت جائز نہیں بلکہ قرآن وحدیث کی رو سے اس کی پیروی لازم ہوگی۔ لیکن شوری میں ضروری نہیں کہ تمام افراد فقہاء و مجتہدین ہوں ممکن ہے۔ بعض افراد اجتہاد کے اہل نہ ہوں۔ مذکورہ بالا تشریح سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جمہوریت والی اسمبلی اور شوری میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اسلامی حکومت کی شوری

Scanned with CamScanner

موجودہ اسمبلیوں کا قیاس بالکل غلط ہے۔ لہذا یہ کہنا صحیح نہیں کہ اسمبلی شوری کا بدل ہے۔ دونوں میں اتنے تضادات اور اختلافات کے ہوتے ہوئے اسلام اور جمہوریت کا جوڑ ناممکن ہے۔ اسلام کا اپنا نظام شوری ہے۔ اس سے شورائی نظام کو جمہوریت کا نام دینا صحیح نہیں۔

اسلام میں مشورہ کی تکریم و تاکید
کا یهی منشاء هے،
که کسی معامله کے متعلق مختلف
آراء کی وجه سے فیصله بصیرت کے
ساته کیا جا سکے - اگر اختلاف رائے
مذموم سمجها جائے تو پهر مشوره
کا فائده بهی نهیں -
مفتی محمد شفیع رحمة الله علیه

فوت شدہ نمازوں کا فدیہ

سوال۔ ایک شخص کے ذمہ واجب الادا نمازیں ہیں۔ مرتے وقت اس نے ورثاء سے وصیت کی کہ میرے ذمہ اتنی نمازیں ہیں ان کا بندوبست کریں تو ورثاء کونسا لائحہ عمل اختیار کریں جس سے مرحوم کا ذمہ فارغ ہو؟

الجواب وباالله التوفیق بینواتوجروا

عبادات بدنیہ کی ادائیگی کا احساس مرحوم کو زندگی میں ہونا چاہئے تھا۔ لیکن مرتے وقت تک جب یہ ذمہ داری نبھا نہیں سکا، تو وصیت کرنا بھی ایک ذمہ داری ہے۔ اب یہ ورثاء کی ذمہ داری ہے کہ مرحوم کی وصیت پر حتی الامکان عمل کریں۔ عبادات بدنیہ میں نیابت کی اجازت نہ ہونے کی وجہ سے ورثاء مرحوم کی جگہ نمازیں نہیں پڑھ سکتے ہیں۔ اور نہ ان کی نماز پڑھنے سے مرحوم کا ذمہ فارغ ہوتا ہے تاہم عبادات بدنیہ کی جگہ اب فدیہ کی ادائیگی کی صورت پائی جاتی ہے۔ جس پر ورثاء کے لئے عمل ممکن ہے جہاں کہیں وصیت نہ ہو پھر بھی ورثاء فدیہ ادا کریں تو قبولیت کی امید کی جاتی ہے۔ البتہ جہاں وصیت ہو اور مرحوم کا مال بھی ہو تو ایسی صورت میں ورثاء کے لئے مرحوم کی قضا شدہ نمازوں کا حساب کرکے ہر ایک نماز کے عوض پونے دو سیر گندم یا آٹے کی مروجہ قیمت غریب کو دی جائے۔ وتر کی اہمیت فقہ حنفی میں نمایاں ہے۔ اس لئے شب و روز میں پانچ نمازوں کی بجائے وتر مستقل نماز شمار کرکے چھ نمازوں کا فدیہ ادا کرنا ہوگا۔ مرحوم کی وصیت پر عمل کر لے...

۱/۳ حصہ تک عمل ضروری ہے اور اگر اس سے زائد ہو تو پھر ورثاء کو اختیار حاصل ہے - فقہ حنفی کے نامور عالم ابواللیث السمر قندی فرماتے ہیں -

رجل مات و عليه قضاء صلوت و اوصى بان يطعم عنه وصيه لصلوته فالوصية جائزة فوجب تنفيذها من ثلث ماله ويعطى بكل مكتوبة نصف صاع من الحنطة والوتركذلك ---- ولايصوم عنه الولى ولا يصلى عندنا (فتاوى النوازل / ۸۰)

ترجمہ - ایک شخص مرا اس پر قضاء نمازیں تھیں جن کی اس نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے پسماندہ کھانا کھلائے پس پر وصیت جائز ہے - ثلث مال سے اس کی تنفیذ ضروری ہے - ہر فرض نماز کے لئے آدھ بھانہ (ایک سو چالیس تولہ) گندم ادا کرنا ہوگا - وتر بھی ایک مستقل نماز کی طرح ہے پسماندہ حضرات میت کی طرف سے روزہ نہیں رکھ سکتے اور نماز نہیں پڑھ سکتے ہیں -

فاسق کی تلاوت کا ثواب

سوال - ایک شخص بہترین قرآن پڑھتا ہے لیکن عملی میدان میں کمزور ہے کیا اس بے عمل شخص کو قرآن کی تلاوت کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

بینوا توجروا

الجواب وباالله التوفيق

قرآن کی تلاوت کا ثواب قرات پر مرتب ہے - خواہ نیک آدمی تلاوت کرے یا کوئی فاسق وفاجر البتہ اعمال کی کمزوری کے اثر سے بچنے کے لئے قرآن کی تلاوت بہترین نسخہ ہے - شاید قرآن کی قرات کی وجہ سے اچھے اعمال کی توفیق نصیب ہو - اور برے اعمال سے چھٹکارا مل سکے - عملی کمزوری کی وجہ سے تلاوت نہیں چھوڑنا چاہئے - قال ابواللیث السمر قندی

قرأالقرآن ولم يعمل بموجب قرائته فقرائته طاعة يثاب عليها و عسى ان يحمله ذلك على العمل (فتاوى النوازل / ۲۰۰)

ترجمہ - ایک شخص قرآن پڑھتا ہے لیکن عمل سے محروم ہے پس قرات پر ثواب ملے گا - بلکہ قرات کی

سے عمل کی امید کی جاتی ہے -

کیا تم مسلمان نہیں ہو، کے منفی جواب کا اثر

سوال - ایک عورت اور خاوند کا آپس میں مذاکرہ ہو رہا تھا خاوند نے بیوی سے کہا - نماز کیوں نہیں پڑھتی ہو؟ عورت نے جواب دیا ویسے نہیں پڑھتی ہوں - خاوند نے پوچھا کیا تم مسلمان نہیں ہو؟ عورت نے جواب دیا نہیں - کیا اس سے کفر لازم آتا ہے یا نہیں؟

بینوا توجروا

الجواب وباالله التوفيق

اس میں کوئی شک نہیں کہ عورت کا یہ جواب ناشائستہ ضرور ہے - ایک مسلمان عورت کے لئے ایسا جواب نہیں دینا چاہئے تھا لیکن ایمان اور اسلام کا مسئلہ نہایت باریک ہے - نماز نہ پڑھنا مسلمانوں کا شیوہ نہیں - ممکن ہے ایسے الفاظ سے یہی مراد ہو اس لئے اس سے کفر لازم نہیں آتا - تاہم آئندہ کے لئے محتاط رہنا ضروری ہے - اور اس گناہ پر اللہ تعالی سے معافی مانگنا چاہئے - کما فی تاتارخانیه

ذکر الفضلی ان من اجاب امرأته بقوله : هي أني لست مسلم لايكفر — فقد حكى عن بعض أصحابنا ان رجلاً لوقيل له الست عسلم فقال لا لايكفر لان معناه عند الناس أن افعاله ليست افعال المسلمين (ج ۵ / ۵۱۲)

ترجمہ - شیخ فضلیؒ کا کہنا ہے جس نے عورت کو جواب دیا ہاں میں مسلمان نہیں ہوں - کفر لازم نہیں آتا بعض حضرات سے مروی ہے اگر کسی آدمی سے کہا گیا کیا تم مسلمان نہیں ہو؟ اس نے جواب دیا - ہاں نہیں ہوں تو کفر لازم نہیں آتا - کیونکہ لوگوں کے ہاں اس کا معنی یہ ہے کہ اسکے افعال مسلمانوں کی طرح نہیں ہیں -

مسجد کی توسیع کیلئے جبری طور پر زمین لینا

سوال - ایک مسجد تنگ پڑ گئی ہے - قرب و جوار میں خالی زمین پڑی ہے لیکن مالک مسلسل طور پر زمین دینے سے انکاری ہے - کیا مسجد کی ضرورت کے لئے ایسے شخص سے جبری طور پر زمین لی جا سکتی

Scanned with CamScanner

نہیں؟

بینواتوجروا

الجواب وباالله التوفیق

شخصی مفادات کی بجائے اجتماعی مفادات کو ترجیح حاصل ہے - مسجد سے چونکہ اجتماعی مفادات وابستہ ہیں اس لئے کسی شخصی مفادات کی بہ نسبت اجتماعی مفادات کی تقدیم کی وجہ سے مسجد کا حق زیادہ ہے - لیکن یہ اختیار حاکم وقت کو حاصل ہے کہ وہ جہاں کہیں اجتماعی مفادات کی ضرورت محسوس کرے تو کسی شخص سے جبری طور پر زمین حاصل کرسکتا ہے - تاہم اس کو مروجہ قیمت کی ادائگی ضروری ہے - البتہ عام لوگوں کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ مسجد کی ضرورت کے پیش نظر کسی سے بلا اجازت زمین قبضہ کریں - عوام کا ایسا بلا اجازت تصرف، غاصبانہ قبضہ متصور ہوگا - تاتارخانیہ میں ہے

ولو ضاق المسجد على الناس ولجنبه ارض لرجل توخذ ارضه بالقيمة كرها و قد صح عن عمر و كثير من الصحابة انهم اخذوا ارضين بكره من اصحابها وزادوا في المسجد الحرام حين ضاق بهم (ج ٥ / ٨٤٢)

ترجمہ - اگر مسجد لوگوں پر تنگ ہوئی اور قریب کسی شخص کی زمین ہو تو قیمت دیکر جبری طور پر لی جائے گی - حضرت ؓاور دوسرے کئی صحابہ نے مسجد حرام کے تنگ ہونے کے موقعہ پر قرب و جوار کی زمین قیمت دیکر جبری طور پر لی اور مسجد حرام میں اضافہ کیا -

اس لئے تیسرے درجے میں تمام اعضاء یاد الہی میں مشغول ہو جاتے ہیں یہ الگ بات ہے کہ اعضاء انسانی کا ذکر امتثال امر اور اتباع نبوی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے یعنی ہاتھ پاؤں کا رضاء ربانی میں لگنا اور منہیات الہی سے باز رہنا ان کے حق میں ذکر ہے - اس لئے جو لوگ شکل وصورت، وضع وقطع میں سنت نبوی سے غافل رہ کر صرف ذکر لسانی کو کمال سمجھتے ہیں اور یا نماز، روزہ اور دوسرے فرائض سے بے خبر ہو کر صرف ذکر کو طاعت کل سمجھتے ہیں، وہ غلط فہمی کے شکار ہیں -

ماہنامہ القاسم کی آئندہ خصوصی اشاعت

حضرت مولانا علامہ

سید سلیمان ندوی رح نمبر

علامہ ندویؒ کی علمی وعملی پرزوم زندگی، لازوال جدوجہد، قابل فخر کارناموں، لائق صد تحسین علمی اور تاریخی کامیابیوں پر مشتمل گویا ایک کاروان علم وعمل کی ترجمان دستاویز تیاری کے مراحل کا آغاز کار، حتمی تاریخ اشاعت کا اعلان بعد میں کیا جائے گا -

ملی وقومی خدمات کے تذکرے، فروغ علم اور حفاظت اسلام کے لئے ان تھک جدوجہد کی تاریخ، نور علم سے معمور تحریروں کا تجزیہ، اہم دینی وسیاسی اور علمی وتاریخی کامیابیوں کی روئیداد، صحافیانہ خدمات کا جائزہ، ادبی شہ پاروں اور لازوال تحریروں کا انتخاب، تصور وحدت امت کی آبیاری اور تصنیفات و تالیفات کا تعارف، آپ کی نگارشات بھی خصوصی اشاعت کے صفحات کی زینت بن سکتی ہیں -

ضخامت: 500 سے زائد صفحات قیمت 300 روپے، القاسم کے مستقل خریدار صرف 100 روپے یا اسی مالیت کے ڈاک ٹکٹ بھیج دیں - نئے خریدار 250 روپے یا اسی مالیت کے ڈاک ٹکٹ بھیج دیں تو خصوصی اشاعت ان کو رجسٹرڈ ڈاک سے بھیج دی جائے گی -

القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ

برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ سرحد پاکستان

Scanned with CamScanner

اسلام اور جمہوریت

مفتی ذاکر حسن ...

ابتداً جمہوریت سادہ شکل میں تھی- ایتھنز بڑا شہر تھا جس کی آبادی تقریباً ... بادشاہ بڑے فیصلوں میں ساری آبادی کو جمع کر کے ان کی تائید یا تردید معلوم کرتا تھا- اگر ... کر کے لوگوں سے منظوری لی جاتی تھی- کوئی خاص دستور نہ تھا- روم کی سلطنت بڑی تھی ... ناممکن تھا تو بادشاہ نے مجلس شوریٰ بنائی تا کہ مشورہ کر سکے- رفتہ رفتہ جمہوریت کا تصور عملاً ختم ہو ... کی جگہ مطلق العنان بادشاہ نے لے لی- بادشاہ چاہتا تو کونسل سے مشورہ لیتا، ورنہ اپنی مرضی ... چلاتا- آہستہ آہستہ شخصی مطلق العنان حکومتیں بنتی گئیں- بادشاہ بغیر کسی قانونی پابندی کے ... نافذ کرتا- جس کے خلاف یورپ میں شدید ردعمل ہوا- یہ ردعمل جمہوریت کی شکل میں سامنے ... ایک کی نہیں، سب کی حکومت ہونی چاہئے- جس طرح اشتراکیت سرمایہ داری نظام کا ردعمل ... دولت چند افراد کے پاس نہیں بلکہ سب کے پاس ہونی چاہئے- لوگ خوش ہوئے کہ ہر ایک ... دولت اور ملکیت میں شریک ہوگا - جمہوریت کی تعریفات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ایک غیر ... نظام ہے کیونکہ اسلام میں حاکمیت اللہ تعالیٰ کی ہے جبکہ جمہوریت میں حاکمیت عوام کالانعام ... کافی عرصہ سے جمہوریت نے اتنا زور پکڑ لیا ہے کہ مسلم اور غیر مسلم سب جمہوریت کے گن گا ... اگر کوئی جمہوریت کے خلاف زبان کھولنا بھی چاہے تو ڈر اور خوف کے ساتھ لوگوں کی ملامت ... ہوتی ہے- عام لوگ بھی جمہوریت کے خلاف سننا برداشت نہیں کرتے- جو حکومت آتی ہے ... سے یہ بات کرتی ہے کہ جمہوریت کو کوئی خطرہ نہیں- جمہوریت بحال رہے گی- لوگ یہ جملے ... ہوتے ہیں- کسی لیڈر کو بدنام کرنا ہو تو اس کے خلاف پروپیگنڈا کریں گے- یہ جمہوریت کے ... ہے- خود بخود لوگوں کے دلوں میں اس لیڈر سے نفرت پیدا ہو جائے گی- جمہوریت کے خلاف ... ارتداد اور عیاذاً باللہ کفر سمجھتے ہیں- پروپیگنڈا کے ساتھ اس نظام کو اتنا پاکیزہ اور بلند کر کے ... کہ بعض مسلم ماہرین سیاسیات نے اسلام اور جمہوریت کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیا اور ...

کوریا کی ٹائیاں اور کلمات ربانیہ

مفتی ذاکر حسن نعمانی

احساس کا فقدان:-

مسلمانوں کی ایمانی اور عملی کمزوری اور بے حسی کی وجہ سے کفار اور اغیار شیطان کی طرح ہر جانب سے حملہ آور ہو رہے ہیں- مسلمانوں کو مجموعی لحاظ سے اس بات کا احساس ہی نہیں کہ ہمارے ایمان و عمل اسلامی تعلیمات اور اسلامی شعور کو نقصان پہنچ رہا ہے- کفرستان یورپ سے اتنے مرعوب اور مجبور ہیں کہ ہر قول و فعل میں ان کی نقل کو انتہائی درجہ کی اعلیٰ تہذیب و تمدن سمجھتے ہیں- خدا جانے مسلمان اپنی تہذیب و تمدن کو کب سمجھیں گے- کب اس پر عمل کریں گے- مجموعی لحاظ سے عالم اسلام میں یہ شعور ختم ہوتا ہوا نظر آ رہا ہے- کہ ہم فکری اور عملی لحاظ سے دنیا میں ایک الگ قوم ہیں- اسلامی تہذیب و تمدن غیر اسلامی تہذیب و تمدن میں مدغم ہو گیا ہے- مسلمان اس وقت صورت و سیرت کے لحاظ سے یورپی صورت اور سیرت میں رنگین نظر آ رہے ہیں- ایسے حالات میں مزید کفری یلغاروں کا احساس نہ ہونا عجیب نہیں-

بے حسی کا انجام:-

چند ماہ قبل کراچی کے ایک دوست جناب مولانا ارشاد الحق صاحب نے کوریا کی بنی ہوئی دو عدد ٹائیاں دیں- جن پر جعلی حروف اور عربی رسم الخط میں ذیل کے کلمات لکھے ہوئے ہیں-

(۱) الحمد لله رب العالمين (۲) بسم الله الرحمن الرحيم (۳) سورة المؤمن مكية وهي مائة و ثمان عشر آية لکھا ہوا ہے- بسم اللہ شاید اس لئے لکھی ہے کہ مسلمان ہر نیک کام کے شروع میں بسم اللہ پڑھتا ہے تو ٹائی باندھتے وقت اس کو بسم اللہ یاد رہے گی - سورۃ المؤمن اس لئے لکھا ہو کہ مؤمن بھی ٹائی باندھتا ہے- مسلمانوں کو شرٹ، پتلون اور ٹائی کی عادت پڑ گئی ہے- تمام انگلش میڈیم سکولوں میں طلباء کی یونیفارم کے ساتھ ٹائی لازمی ہے-

Scanned with CamScanner

مذہبی شعار:-

ٹائی عیسائیوں کا مذہبی شعار ہے۔عقیدہ کفاروں کی علامت ہے۔بالغرض اگر ٹائی ان کا مذہبی شعار نہیں تو اغیار و کفار کا قومی شعار تو ضرور ہے۔پھر مسلمانوں کی آخر کونسی مجبوری ہے۔جس کی وجہ سے ٹائی باندھتے ہیں۔شرٹ اور قمیص نہ پہنا تو مروت کے خلاف ہے۔شلوار اور پتلون نہ پہننا بے غیرتی اور بے حیائی ہے۔لیکن ٹائی کی لباس میں کیا ضرورت ہے۔یہ نہ تو ضرورت ہے نہ زینت ہے۔زرا زور سے باندھ لی تو دم گھٹ جائے گا۔کپڑے کی جگہ کسی اور چیز کا پھندہ اگر گلے میں لگایا جائے تو سب کہیں گے کہ پاگل ہے۔لیکن نام نہاد مہذب لوگوں کا شیوہ ہے۔اس لئے ہر ایک باندھتا ہے اور غرور تکبر اور فخر محسوس کرتا ہے۔اب کفار کی اس سازش کو دیکھیں کہ اپنا مذہبی اور قومی شعار مسلمانوں کو تھوپ کر اس کی آڑ میں آیات وکلمات ربانی کی توہین بھی شروع کر دی۔لوگ ٹائیاں اتار کر پھینک دیتے ہیں۔دھوبی گندے اور پلید کپڑوں کے ساتھ ان کو دھوتا ہے۔اور آیات ان پر لکھی ہوتی ہیں اور بے شعور بچے تو کلمات ربانی کو سمجھتے ہی نہیں ان سے تو ان کلمات کی لازماً بے ادبی ہوگی۔اور پھر انگلش میڈیم والے تو اکثر ناظرہ قرآن سے ناواقف ہوتے ہیں وہ تو پڑھ بھی نہیں سکتے کہ کیا لکھا ہوا ہے۔کمزور عقیدہ والا اور کم علم مسلمان ان ٹائیوں پر لکھی ہوئی آیات کو دیکھ کر شاید اس کی خرید اور استعمال کی طرف زیادہ راغب ہوں گے کہ چلو برکت والی ٹائی مل گئی۔حالانکہ خلاف شرع اور غلط کاموں میں اللہ کے نام سے برکت نہیں پیدا ہوتی۔بلکہ الٹا گناہ ملتا ہے۔ان ٹائیوں پر لکھے ہوئے کلمات ربانی کا ذکر ناظرین اور قارئین خود دیکھ لیں اور عقل کے ناخن لیں کہ ہماری اسلامی تہذیب وتمدن پر کیسے یلغار ہو رہی ہیں اور ہم مسلمان خواب خرگوش میں محو ہیں۔مسلمانوں پر اسلامی تہذیب وتمدن کا دفاع اور حفاظت فرض ہے۔قوموں کا امتیاز تہذیب وتمدن سے ہوتا ہے۔کاش مسلمان اپنی اسلامی تہذیب کی طرف ایک بار پھر لوٹ آئیں۔دنیا میں اندھی تقلید کے قابل اور کامل نمونہ صرف اور صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔بشرطیکہ ان کا قول وفعل ہم تک صحیح سند کے ساتھ پہنچ جائے۔آپ کے یہ صحیح اقوال اور افعال ہمارے ساتھ قرآن وحدیث کی شکل میں موجود ہیں۔

امریکہ سے مسلمانوں کو نکالنے کا صیہونی منصوبہ

ڈاکٹر محمود الخطیب

سیاسی ماہرین اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ پورے عالم میں بالعموم اور امریکہ میں بالخصوص صیہونی اثر ونفوذ زیادہ پایا جاتا ہے۔﴿صیہونی ریاست﴾ جس کی بقاء ودوام کے پیچھے اسی صیہونی لابی کا ہاتھ ہے یہ اثر ونفوذ نہ صرف وائٹ ہاؤس اور کانگریس تک ہے بلکہ اطلاعاتی اور اقتصادی شعبوں تک پھیلا ہوا ہے۔بین الاقوامی سطح پر بھی اس کا اثر ایک حقیقت ہے۔

نوبل انعام یافتہ جنوبی افریقہ میں ﴿اسقف و برمونڈ توتو﴾ کے بقول یہودی ریاست کو واشنگٹن کی نظر سے دیکھا جائے تو وہ شبہات سے بالا چیز کا نام ہے۔جو کوئی بھی اس پر تنقید کی کوشش کرے وہ اس کے مضمرات سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔برطانوی اخبار گارڈین 29 اپریل 2002ء میں شائع ہونے والے مکالمے میں اس نے لکھا ﴿امریکہ میں لوگ یہودی لابی کے بارے میں تنقید کرنے سے خوف زدہ رہتے ہیں کیونکہ یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں۔یہودی امریکہ میں پچاس لاکھ سے زیادہ نہیں۔یہ کل آبادی کا تین فیصد سے کم بنتے ہیں۔مگر ان کا اثر ونفوذ حیران کن حد تک ہے۔اس کا اعتراف مشہور امریکی یہودی مصنف بنیامین گینسبرگ نے اپنی کتاب (قاتل قبضہ یہود اور ریاست 1993ء) میں کیا ہے کہ امریکہ میں ہزاروں یہودی سرکل ہیں، جن کے سربراہ یہودی ہیں۔تین اہم ترین ٹیلی ویژن نیٹ ورک میں سب یہودی کام کرتے ہیں۔چار بڑے فلم اسٹوڈیو بھی یہودیوں ہی کی ملکیت ہے، سب سے بڑا صحافتی ادارہ نیویارک ٹائمز بھی ان کے قبضے میں ہے۔گینسبرگ مزید لکھتا ہے کہ 80ء کی دہائی کے بعد سے اداروں میں یہودی اثر ونفوذ میں بہت تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔

امریکی مصنف مارک ویبر کہتا ہے کہ امریکہ میں یہودیوں کی کل آبادی میں نسبت نا قابل ذکر ہونے کے باوجود یہاں کے اخبارات وناشر اداروں میں ان کی نسبت 25 فیصد سے زائد ہے جبکہ 17 فیصد سے زائد یہودی اہم ترین بڑی تنظیموں کے سربراہ ہیں۔15 فیصد سے زائد یہودی بلدیاتی اداروں میں براجمان ہیں۔اس کے علاوہ کلنٹن کے دور میں ستر سے زائد اہم عہد

میں یہودیوں نے قبضہ کیا- دو دوسرے یہودی مصنفین نے کچھ مزید اعداد وشمار اس طرح ...
ہیں- گذشتہ تین دہائیوں میں دو سو امریکی مفکرین میں 25 فیصد یہودی سامنے آئے ہیں ...
اہم امریکی جامعات میں 20 فیصد اساتذہ یہودی ہیں- نیویارک، واشنگٹن میں وکالت ...
سے متعلق کمپنیوں کے مالکان میں یہودی 40 فیصد ہیں- 59 فیصد یہودی لکھاری اور ...
میدان میں ہیں جبکہ ان میں 50 ادارے سینما و ٹیلی ویژن سے متعلق ہیں-

انتخابات میں یہودیوں کی طرف سے سب سے زیادہ مالی امداد کی گئی- 1996 ...
کلنٹن کے انتخابات میں ایک یہودی تنظیم کے بقول کل اخراجات کا پچاس فیصد یہودیوں ...
سے امدادی صورت میں مہیا کیا گیا- جانین زاکاریا (یروشلیم پوسٹ 2000/24) ...
پارٹی الگور کے لئے 50 فیصد امدادی انتخابی فنڈ جمع کیا گیا-

امریکی سیاست میں صہونیت کے لئے جھکاؤ یا جانبداری کا جو عنصر دکھائی دیتا ہے ...
بنیادی اور اہم ترین اطلاعاتی نفوذ کا عمل دخل ہے- امریکہ کا فلسطینی عوام اور ملت اسلامیہ ...
میں جو سخت مؤقف ہے وہ دراصل اسی صیہونی اثر کے سبب ہے- ایلفر ڈلیپٹال مشہور ...
سائنسدان جو صیہونی ہے- اس کا اثر مالی، تجارتی، معاشرتی، فنی اور سرمایہ کاری کے اداروں ...
انداز میں محسوس کیا جا سکتا ہے- وہ اپنی کتاب ﴿تعلقات صیہونی﴾ میں لکھتا ہے- اطلاعاتی ...
اسرائیل کے قبضے کی وجہ سے اسرائیل وفلسطین چپقلش کی صحیح تصویر کشی نہیں کی جا سکتی- ان ...
ابلاغ ٹیلی ویژن، اخبارات وجرائد میں اسرائیل کو مظلوم بنا کر پیش کیا جاتا ہے- فلسطین ...
در پیش دہشت گردی کے بارے میں عوام کو گمراہ کن معلومات فراہم کرتے ہیں-

اری شافیت، اسرائیلی صحافی کے بقول یہود، اسرائیل میں مسلمانوں کے خلاف ...
کی کاروائی کرنے میں اپنے آپ کو مکمل طور پر آزاد خیال کرتے ہیں- ان کا گمان ہے کہ چونکہ ...
ہاؤس، امریکی کانگریس اور ذرائع ابلاغ ہمارے ساتھ ہیں اس لئے دوسروں کی جانیں ہمارے ...
کے مقابلے میں ان کے نزدیک غیر اہم ہیں- (نیویارک ٹائمز ۲۷ مئی ۱۹۹۶ء) عام امریکی ...
اثر ونفوذ کو نہیں جانتا جیسا کہ ایڈمرل تھامس مور کہتا ہے- میں نے اپنی زندگی میں کوئی ایک ...

دیکھا جو یہودیوں کے مدمقابل کھڑا ہوا ہو- یہ بات مجھے کبھی کھٹکتی ہے- وہ ہمیشہ جو چاہتے ہیں حاصل کر لیتے ہیں- اگر ہمارے امریکی عوام ان سے جان چھڑانا چاہیں تو اس بارے میں میرا خیال ہے عوام میں ایسی کوئی سوچ نہیں پائی جاتی- اس حقیقت کو لندن میں فرانسیسی سفیر دانیال برنارڈ نے کہا ہے یہ چھوٹی سی بے وقعت وحقیر ریاست عالمی امن کے لئے درد سر بنی ہوئی ہے- پورا عالم اس کی وجہ سے تیسری عالمی جنگ کے خطرے سے دوچار ہے- یہ بات اس نے امریکی انتظامیہ کی طرف سے اسرائیل کے اپنے دشمنوں کے خلاف سرگرمیوں سے متعلق ایک نمائش کے موقع پر کہی- جیسا کہ مارک ڈیرک کہتا ہے کہ یہودی لابی واشنگٹن کی جانب سے اسرائیل کی حمایت میں اہم عامل ہے- وہ کہتا ہے یہ لابی بہت متحرک ومضبوط ہے-

امریکی، اسرائیلی امور عامہ کمیٹی (ایپک) امریکہ میں باقاعدہ سرکاری طور پر رجسٹرڈ یہودی لابی ہے- یہ امریکی حکومت پر اسرائیل کی وکالت کے لئے دباؤ ڈالتی ہے- یہ ۱۹۵۱ء میں بنی تھی- اس وقت اس کے سات دفاتر ہیں، جن میں مجموعی طور پر ایک سو ملازمین کام کرتے ہیں- اس کا میزانیہ تقریباً ۱۳ ملین ڈالر ہے- یہ امریکی حکومت اور کانگریس دونوں پر اپنا دباؤ ڈالتی ہے- اس کے ریپبلکن اور ڈیموکریٹک دونوں پارٹیوں سے دوستانہ مراسم ہیں- یہ بظاہر امریکی مفادات کے لئے کام کرتے ہیں اور باقاعدہ طور پر ان کی مساعی ﴿اسرائیل﴾ کے مفادات کا تحفظ ہے- امریکہ میں ۲۵ یہودی تنظیمیں پریشر گروپ کے طور پر کام کر رہی ہیں- ان میں سے اکثر کے کام کی نوعیت یہودیوں کے شہری حقوق کے تحفظ تک محدود ہے- ان کا سالانہ میزانیہ ۴۵ ملین ڈالر ہے (حاداسا) جو کہ صیہونی خواتین کی تنظیم ہے جو مقبوضہ فلسطین میں یہود کے مقدس مقامات کی زیارات کا اہتمام کرتی ہے- یہ تمام تنظیمات اپنے ارکان وممبران کو امریکی سیاست میں اکھاڑ پچھاڑ کا پورا حق دیتی ہیں- یہودی لابیوں کے علاوہ ایسی دیگر کئی تنظیمیں بھی ہیں جو عبرانی ریاست میں یہودیوں سے زیادہ گرم جوشی کا مظاہرہ کرتی ہیں- ان میں صیہونی مسیحی تنظیمیں سرفہرست ہیں- یہ تمام لابیاں باقاعدہ طور پر عبرانی ریاست کی خادم تنظیموں کے طور پر رجسٹرڈ ہیں- ان کی تعداد ۷۵ تک پہنچتی ہے- امریکی رائے عامہ اور سیاسی طور پر مشرق وسطی سے متعلق پالیسیوں میں اسرائیل کے لئے نرم رائے اختیار کرنے کے لئے

تنظیمیں راہیں ہموار کرتی ہیں۔ ان کے لئے امریکی ذرائع ابلاغ ممد و معاون ہوتے ہیں۔ یہ اداریں اسرائیل کے لئے براہ راست یا بالواسطہ کام کرتی ہیں۔ چونکہ امریکی یہودی امریکی حکمت عملی میں اہمیت جانتے ہیں اور اس بات سے بھی بخوبی آگاہ ہیں کہ کس طرح یہودی ریاست زوال کی طرف جا سکتی ہے اور اس کو کن خطرات کا سامنا ہے اسی لئے وہ باقی گروہوں کے مقابلے میں سب سے زیادہ فعال اور متحرک ہو کر امریکی انتخابات میں حصہ لیتے ہیں۔ اسی ضمن میں ان کی خواہش یہ بھی ہوتی ہے کہ امریکی سیاست میں دونوں بڑی پارٹیوں کا ہی حصہ رہے اور اسی لئے ۸۹ فیصد یہودی امریکہ کی بڑی ریاستوں میں سکونت اختیار کیے ہوئے ہے۔ تاکہ ان کے ووٹ ڈالنے کی صورت میں ان کا امیدوار صدر منتخب ہو سکے اس پر مزید کیفیت اس وقت بن جاتی ہے جب اسرائیل کے تائید کنندگان کی بڑی تعداد ساتھ دیتے ہیں۔ یوں امریکی حکومت سے اسرائیل کے لئے ہر طرح کی امداد و حمایت لینے کے راستے بن جاتے ہیں۔ امریکی کانگریس کے اکثر ارکان اپنے اقتدار کے لئے خوشنودی کے طلب گار رہتے ہیں۔ اسی لئے اکثر اوقات کانگریس کی اکثریت اسرائیل کی حمایت کرتی دکھائی دیتی ہے۔ حکومت میں جانے والے تمام افراد اس بات سے بخوبی آگاہ ہوتے ہیں کہ اگر وہ یہودیوں یا یہودی ریاست پر تنقید کے مرتکب ہوئے تو وائٹ ہاؤس تک پہنچنے کے تمام راستے بند ہو جائیں گے۔ آخری کانگریس کی تشکیل میں ۶ فیصد یہودی سینٹ میں تھے۔ یہ بات خاصی معروف ہے کہ کلنٹن کے عہد حکومت میں وزارت خارجہ، وزارت دفاع اور نیشنل سیکورٹی میں اکثر اعلی مناصب پر یہودیوں کو تعینات کیا گیا۔ اس کے علاوہ امریکن سپریم کورٹ اور خفیہ اداروں میں بھی یہودیوں کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔

بل کلنٹن نے ڈینس راس جو کہ یہودی تھا، اس کو صیہونیوں اور فلسطینیوں کے درمیان مذاکرات کے لئے ثالث مقرر کیا اور اس کمیٹی میں دوسرے تمام اراکین بھی سب کے سب یہودی بنائے گئے۔ ڈینس راس کئی سالوں تک اس عہدے پر فائز رہا۔ بل کلنٹن نے پہلے یہودی امریکی مارٹن انڈیک کو تل ابیب میں سفیر متعین کیا۔ جارج بش نے بھی یہودیوں پر خاصی نوازشات کی ہیں میں جارج ٹینٹ، فریڈمان، پال وولف ویٹز، رچرڈ ڈی پرل، اری فلیشر، کوشن پرلین، کین مسلمان، فرام ڈوف زاکیم، لوئس لیبی، ایلیٹ ابرامز، ایڈم گولڈ مین، مارک وسمبرگ، ڈگلس فیتھ

یہودی اور ڈیلی کیرز وغیرہ یہ تمام لوگ بش انتظامیہ میں اہم اور اعلیٰ ترین عہدوں پر فائز ہیں۔ اس کے علاوہ ایک بڑی فہرست ان سفراء کی بھی ہے جو دنیا میں امریکی سفارت خانوں میں بطور سفیر تعینات ہیں۔ ماضی قریب میں ہونے والی رائے شماری یا سروے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ ۱۹۶۷ء کے بعد امریکی یہودیوں پر امریکی نوازشات کی نسبت ۳۲ء۶۷ فیصد تک رہی یہ مجموعی طور پر اس کی اوسط ۶۰ فیصد تھی ہیں۔ جبکہ عربوں کے ساتھ یہ نسبت ۱ء۳۰ فیصد یعنی مجموعی طور پر اس کی اوسط صرف ۲۲ فیصد رہی یہ نسبت ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کے بعد یقیناً مزید کم ہو گئی ہے۔

امریکی ذرائع کے مطابق امریکہ کی جانب سے اسرائیل کو سالانہ ۵ بلین ڈالر کی امداد ملتی ہے۔ ۳ بلین فوجی امداد جبکہ ۲ء۱ اقتصادی امداد کے نام پر دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ۳ بلین ڈالر قرضوں کے لئے ملتا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر بہت سی مدات میں بھی امداد کی جاتی ہے۔ اسرائیل کو دی جانے والی امداد سے متعلق کسی بل پر نہ تو بحث ہوتی ہے اور کوئی اعتراض کرتا ہے تو کانگریس بغیر کسی رد و بدل کے اس امداد کو منظوری دے دیتی ہے۔ خارجہ امور سے متعلق تمام کمیٹیوں کے سربراہان یہودی لابی (ایپک) کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے یہ امداد اسرائیل کو دیتے ہیں۔ اس کے بدلے ایپک ان کو پارلیمنٹ ہاؤس تک پہنچاتی ہے۔ ۱۹۴۹ء سے لے کر ۱۹۹۶ء تک اسرائیل نے امریکہ سے ۶۲ بلین ڈالر کی امداد لی ہے جبکہ یہ امریکہ کی جانب سے بیرونی دنیا کو دی جانے والی سب سے زیادہ امداد ہے کیونکہ اس دوران امریکہ نے دیگر بیرونی دنیا افریقہ اور لاطینی امریکہ کے ممالک کو جو امداد دی ہے وہ اسرائیل کو دی جانے والی امداد سے بہت کم ہے۔ ایک اندازے کے مطابق ہر اسرائیلی امریکہ سے تقریباً ۵۰۰ ڈالر وصول کرتا ہے۔

پوپ شنودہ جو کہ مصری کلیسا کے سربراہ ہیں، انہوں نے صیہونی مسیحیوں کے وجود کا اقرار کیا ہے۔ صیہونی مسیحیوں کی ایک بڑی تعداد امریکہ میں موجود ہے۔ قوت کے اعتبار سے وہ اب یہودیوں سے تعداد میں زیادہ قوی ہیں۔ وہ اسرائیل کے بارے میں وہی جذبات و احساسات رکھتے ہیں جو اکثریت امریکی، امریکہ کے بارے میں رکھتے ہیں۔ واشنگٹن کے اندر یہ نسل خاموشی سے کام کر رہی ہے یہ اسرائیل کی مضبوطی و قوت کو عیسیٰ کے نزول کی قرب کی علامت قرار دیتے ہیں۔

ایک اندازے کے مطابق اس وقت امریکہ میں [illegible] صیہونی موجود ہیں۔ [illegible]

[illegible] جاری ہے۔

یہ [illegible] کے کالم نگار [illegible]

[illegible]

جانب ان کی رغبت [illegible] کے خلاف ہیں [illegible]

کے قیام کی کوئی بھی صورت دکھائی دے۔ اسرائیل کے بغیر [illegible] صیہونی [illegible]

دوبارہ آنے کی خبر ساقط ہو جاتی ہے۔ اس مذہبی عقیدے کے [illegible]

[illegible]

فائدہ ہے کیونکہ یہود کی قوت نے قومی ثقافت کو اپنا زیر نگیں بنایا ہے۔ اس نے پروڈیوسرز اور ڈائریکٹرز کی ایک فہرست دی جس میں دیئے گئے نام والے افراد سب یہودی ہیں۔

اس مقالہ میں اضافہ کرتے ہوئے مائیکل لکھتا ہے۔ کیسے مائیکل ایزنر، وکہ والٹ ڈزنی اسٹوڈیو کا سربراہ ہے۔ وہ بڑے یہودی پروڈیوسرز کے علاوہ کسی سے کام نہیں لیتا۔ جیسا جفری کا زنبرگ، مائیکل اوفیز جورتھ (سابق سربراہ فاکس کمپنی) والٹ ڈزنی کے متعلق مقالہ نگار کہتا ہے یہ پکا مسیحی تھا مگر وقت کے ساتھ اب اس کے تمام اہم عہدوں پر یہودی بیٹھے ہیں۔ میڈفڈ انکشاف کرتے ہوئے بتاتا ہے کہ کس طرح ہالی ووڈ کی ایک فلم کمپنی جاپان کی سونی کمپنی نے خریدا، دوسری کمپنی کو آسٹریلیا کے ایک یہودی نے خریدا۔ جس میں ابھی تک اہم عہدوں پر یہودی کام کر رہے ہیں۔

اسی طرح جاپانی کمپنی مسٹر بشی نے جب ایم سی اے یونیفر سال کو خریدا تو اس میں بڑے عہدوں پر فائز تین یہودیوں لوواسر میں، ولید شینبرغ، اور ٹا میولاک کو ان عہدوں پر برقرار رکھا گیا۔

ہالی وڈ میں یہودیوں کا اثر ونفوذ کے قیام سے ہی موجود ہے جو یہودی مشرقی یورپ خاص طور پر ہنگری، پولینڈ اور روس سے نقل مکانی کر کے یہاں آئے۔ ان لوگوں نے امریکی فلم انڈسٹری کی بنیاد رکھی۔ ان لوگوں میں سرفہرست ایڈلف زبوکر پیرامائنٹ کا بانی و سربراہ کارل لامل یونیفر سال کا بانی میموئیل گولڈ وائن گولڈ وائن فلم اسٹوڈیو کا بانی ولیم فاکس فاکس فلم اسٹوڈیو کا بانی ہاری وجاک وارنر برادرز نامی کمپنی کا بان اوئس مائر ایم جی ایم کا بانی"

لوئس مائر چالیس کی دہائی میں ایک پاپون ملین ڈالر لیتا تھا جو اس وقت امریکہ میں سب سے زیادہ تنخواہ تھی۔ یہی شخص کیلی فورنیا ریپبلکن کا صدر رہا۔ یوں امریکی بابائے قانون بنیامین فرینکلن کے وہ الفاظ درست ثابت ہوئے جو اس نے دو سو سال پہلے یہودیوں کے بارے میں خبردار کرتے ہوئے ان سے بچنے کی تلقین کی صورت میں ادا کیے تھے۔ اس نے کہا تھا اگر فرینکلن کے وہ الفاظ درست ثابت ہوئے جو اس نے دو سو سال پہلے یہودیوں کے بارے میں خبردار کرتے ہوئے ان سے بچنے کی تلقین کی۔ صورت میں ادا کیے تھے۔ اس نے کہا تھا اگر ان کا سیلاب نہ روکا گیا تو یہ ہمارے قومی اداروں پر قبضہ کر کے انہیں مسمار کر دیں گے۔ مگر اس سے بڑھ کر اس وقت تو یہودی پوری دنیا پر قبضہ

کر کے باقی ماندہ گروہوں کو نیست و نابود کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

مسلمانوں کے خلاف جو کچھ اب امریکہ میں ہو رہا ہے اس کے پیچھے بھی وہ صیہونی کام کر رہے ہیں کیونکہ امریکہ میں مسلمان آہستہ آہستہ مضبوط ہو رہے تھے اور انہوں نے امریکہ کی حکومت کو یہ باور کرایا تھا کہ وہ اسرائیل کی ناجائز حمایت کی وجہ سے اسلامی دنیا میں اپنا وقار کھو رہی ہیں۔ امریکی دانشور یہ سوچنے پر مجبور ہو رہے تھے کہ آخر ایک ریاست کی خاطر سوا ارب مسلمانوں کو نظر انداز کرنا امریکہ کے حق میں نہیں ہے۔ اس خطرے کو ختم کرنے کے لئے امریکہ میں چال چلی گئی ہے۔ حکمت کے ساتھ اس سے نمٹنے کی ضرورت ہے۔

(بشکریہ – معارف فیچر)

مؤدبانہ گزارش

تمام ممبر حضرات سے گزارش ہے کہ جن کی خریداری مدت پوری ہو چکی ہے۔ وہ از راہ کرام زر سالانہ 125 روپے ارسال کر کے ادارہ سے مالی بوجھ ہٹانے میں تعاون کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔ اگر رسالہ بند کرنا چاہیں تو ادارہ کو مطلع کریں۔

شکریہ (ادارہ)

Scanned with CamScanner

یادحیات

مولانا حسن جان صاحب

قسط نمبر 6

مدینہ منورہ کے قیام کے چند فوائد

مدینہ منورہ میں دوران درس جوار رسول علیہ الصلوۃ والسلام کے علاوہ چند فائدے حاصل ہوگئے۔

۱-قرآن مجید کا حفظ بخاری قاریوں سے بحمد اللہ مکمل ہوا-

۲-چار بار مناسک حج، دو تمتع، قران، افراد اور کئی عمروں کی سعادت حاصل ہوگئی-

۳-مختلف المذاہب والمسالک کے علماء کرام سے استفادہ ہوا، اور ذہنی توسیع پیدا ہوگئی-

۴-تاریخی مقامات اور مواقع غزوات دیکھ لئے جو قرآن اور حدیث کے فہم میں معاون اور ممد ہیں- مثلاً بدر، احد، حنین، جعرانہ، خیبر، طائف، ینبع، سیف البحر، وادی حلحول، جن کے لئے جامعہ کی طرف سے رحلات مقرر تھے- چند رحلات کا مختصر تذکرہ مندرجہ ذیل ہے-

رحلہ بدر:

پہلے سال شیخ ناصر الدین البانی کی قیادت میں بدر گئے تھے- وہاں پر موضع جنگ، مقبرہ شہیدان، مسجد العریش اور جبل حیان جس پر ملائکہ کا نزول ہوا تھا، اور جبال بنی غفار دیکھ لئے- جبل حیان کے دامن میں حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام بمعہ صحابہ کرامؓ جنگ سے پہلی رات قیام پذیر تھے، جو ﴿العدوۃ الدنیا﴾ کا مصداق ہے- بدر میں ایک مقامی بوڑھے شخص نے کہا- کہ ہم ہر رمضان کے ۱۷ تاریخ کو جبل حیان کی طرف سے گھوڑوں کی آہٹ سنتے ہیں-

رحلہ خیبر:

دو بار سرکاری رحلے پر ہم خیبر گئے تھے- وہاں پر ﴿حصن قموص﴾ کی دیواریں اب بھی موجود ہیں- جس سے حضرت صفیہؓ برآمد ہوئی تھیں- اور مشہور یہودی سپہ سالار مرحب حضرت علیؓ کے ہاتھوں قتل ہوگئے تھے- دوسرے قلعوں کے نشانات اور راستے اب بھی موجود ہیں- خیبر مدینہ سے شمال

کی طرف تقریباً ۱۶۲ کلومیٹر دور ہے- جبکہ بدر جنوب کی طرف ۱۵۳ کلومیٹر مکہ کے پرانے راستے پر واقع ہے- خیبر کا علاقہ ایک درہ نما علاقہ ہے- جو کھجور کی کاشت کے لئے مشہور ہے- اس وقت خیبر ایک گاؤں تھا جس میں ایک ہائی سکول اور ایک مارکیٹ اور تقریباً ۱۵۰ مکانات تھے- جبکہ بدر میں ہر جگہ کھجور کے باغات ہیں- اور مسجد العریش ایک نئی حکومت کی طرف سے بنی ہوئی اعلی مسجد تھی اس وقت بدر ایک اڈہ تھا- جہاں چوکی بھی ہوتی تھی اور مختصر مکانات تھے- آج کل وہاں ایک شاندار بستی اور راستے بن گئے ہیں-

رحلہ وادی حلحول:

یہ مدینہ منورہ کے قریب شمال مشرق میں بارانی پانی کا بڑا تالاب ہے- تالاب کے ارد گرد بہت درخت ہیں- جہاں لوگ شکار کے لئے جاتے ہیں- اور وہاں پر اینٹ بنانے کے کارخانے تھے- ایک دفعہ ایک عراقی عالم غیر مقلد نے وہاں پر ہم طالب علموں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ترکوں کی خلافت اس لئے چلی گئی کہ وہ نماز میں زیر ناف ہاتھ باندھتے تھے- اس غیر معقول بات پر مجھے اور بعض دوستوں کو کافی ہنسی آئی مگر خاموش رہے-

رحلہ سیف البحر اور ینبع کی بندرگاہ:

جو بدر سے مغرب کی جانب کافی فاصلے پر واقع ہے ہم نے کیمپ جبال رضوی کے قریب لگایا تھا- جہاں پر پانی کا ٹیوب ویل تھا- اور لوگ اونٹوں پر کافی مسافت سے پانی لینے کے لئے آتے تھے تین دن تک ہم وہاں رہے رحلات میں اساتذہ کرام کے علاوہ ڈاکٹر خیمے اور جرنیٹر چلانے کے لئے عملہ بھی ساتھ ہوتے تھے- بھیڑیوں کے خطروں کی بناء پر ساتھی نمبروار رات کو مسلح پہرہ دیا کرتے تھے- ہمارے ساتھ سفر میں جامعہ کی طرف سے پکانے کے لئے دنبے بھی تھے- جن کی وجہ سے ہمیں بھیڑیوں کا خطرہ رہتا تھا- رحلات میں رحلۃ برکۃ الزبیر اور رحلۃ الغابۃ بھی شامل ہیں جہاں پر جنگلی علاقے میں عکل اور عرینہ قبائل نے آنحضرت ﷺ کے چرواہوں کے ساتھ رہ کر پھر غدر کر گئے تھے- رحلات میں علمی مباحث کے ساتھ رسی کھینچنے اور بندوقوں سے نشانہ بازی بھی ہوا کرتی تھی- ایک دفعہ یہ ناچیز اور مولانا عبداللہ کاکاخیل کا سفر، طائف کی طرف بھی ہوا تھا- جہاں پر باغ عتبہ اور

Scanned with CamScanner

مسجد عداس، جہاں عداس مسلمان ہو گئے تھے اور اس کی طرف آیۃ شریفہ میں اشارہ ہوا ہے۔ لسان
الذین یلحدون الیه اعجمي وهذا لسان عربي مبين ...... الایه حم السجده اور
مسجد الکوع اور مسجد الخبز بھی دیکھی تھی۔ شاہی مسجد ابن عباسؓ ہے، جہاں پر وہ اور محمد بن الحنفیہؒ دونوں
حضرات دفن ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

دوران قیام ہم تین ساتھیوں (مولانا عبدالرزاق مولانا عبداللہ کاکاخیل اور یہ ناچیز) نے
ایک دفعہ مدینہ منورہ میں حضرت مولانا عبدالغفور عباسی کے معتکف کے قریب اعتکاف کیا ہوا تھا۔ اور
ایک دفعہ مکۃ المکرمۃ میں۔ **والحمد لله علی ذالك** —

حجاز مقدس کے بعد شام اور فلسطین کی مبارک سرزمین دیکھنے کی خواہش تھی۔ چنانچہ جامعہ
اسلامیہ سے فارغ التحصیل ہو کر وطن آنے سے قبل اپنے ہم درس رفیقان محترم حضرت مولانا سید
عبداللہ کاکاخیل اور ڈاکٹر مولانا عبدالرزاق صاحب کی معیت میں ایک ماہ کے لئے اردن شام اور
لبنان کے ویزے حاصل کرنے کے لئے جدہ چلے گئے۔ وہاں پر تینوں ملکوں کے ویزے آسانی سے
مل گئے۔ اور آدھی قیمت پر ٹکٹ بھی مل گئے۔ چنانچہ سعودی عرب کے مقامی وقت کے مطابق صبح سوا
چار بجے بروز منگل ۵ جولائی ۱۹۶۶ء کو ہمارا جہاز مدینہ ائیر پورٹ سے عمان کے لئے روانہ ہوا۔ یہ دو
انجنوں والا چھوٹا جہاز تھا سوار ہوتے وقت جہاز کا ہواباز ہم نے دیکھا۔ اس کی شکل وصورت سے
ہمیں یہ شبہ ہوا کہ یہ انگریز ہے کیونکہ اس وقت عام طور پر سننے میں آتا تھا کہ سعودی طیاروں کے ہوا
باز زیادہ تر امریکن یا یورپین ہوتے ہیں۔ دینی جذبے کو سامنے رکھ کر اس تفکر میں محو ضرور ہوا کہ اس
مقدس سرزمین مہبط وحی پر ایک غیر مسلم کو قدم رکھنے کا موقع کیوں دیا جا رہا ہے۔ جبکہ وہاں کے شرعی
قانون میں غیر مسلموں کے لئے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی حدود میں داخل ہونے کی کوئی گنجائش نہیں
ہے۔ اگر اس کی وجہ ملکی ہوابازوں کا کم ہونا ہو تو اسلامی ممالک سے ہواباز طلب کرنے سے بھی تو یہ
کمی پوری کی جاسکتی ہے۔ میں اس تصور میں محو تھا۔ کہ اتنے میں جہاز کے لاؤڈ سپیکر پر اعلان ہوا۔ کہ
چند لمحوں بعد ہمارا جہاز مدینہ ائیر پورٹ کو چھوڑنے والا ہے یہ جہاز سولہ ہزار فٹ کی بلندی پر پرواز
کرکے دو گھنٹے چالیس منٹ کے عرصے میں عمان پہنچے گا۔ جہاز کے ہواباز کا نام محمد اکرم ہے۔ ہواباز کا

اسلامی نام سن کر بڑی خوشی ہوئی۔ دینی جذبات کا تقاضہ یہی تھا کہ حرمین کی یہ مقدس اور پاک سرزمین
ایسے ناپاک قدموں سے ملوث نہ ہو۔ رہا اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف اور دلیل کے اعتبار سے کسی
پہلو کا راجح اور مرجوح ہونا تو اس سے اس وقت ہمارا کوئی سروکار نہیں۔ جہاز چونکہ کم بلندی پر پرواز کر
رہا تھا۔ اس لئے نیچے کا منظر کافی حد تک صاف نظر آ رہا تھا۔ مدینہ سے عمان تک کا پورا راستہ سنگلاخ
وادیوں اور خشک پہاڑوں کا ایک طویل سلسلہ تھا۔ ابھی دو گھنٹے نہیں گذرنے پائے تھے۔ کہ ہمارا جہاز
(تبوک) کی بستی کے اوپر پرواز کرنے لگا۔ جہاز کے ایک ملازم نے ہمیں بتایا کہ یہ (تبوک) ہے
اس وقت اس تصور میں ڈوب جانا ایک طبعی امر تھا کہ یہ طویل مسافت جو ہم نے چشم زدن میں طے
کرلی۔ صحابہ کرامؓ کے زمانے میں کتنا شاق اور جان گداز سفر تھا۔ حجاز کی تڑپانے والی گرمی، مسافت کی
دوری اور پھر سنگلاخ وادیوں اور خشک ریگستانوں کے خطرناک سفر نے غزوۂ تبوک کو کتنا مشکل بنایا تھا۔
اس کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے۔ کہ بہت سے منافقوں کا نفاق اس میں ظاہر ہوا۔ اور کئی مسلمان
اس کی وجہ سے ابتلاء میں پڑ گئے۔ لیکن یہ صحابہ ہی کا مقام تھا کہ دین حنیف کی خاطر وہ اتنی عظیم قربانیاں
پیش کر گئے۔ ان کا عشر عشیر بھی اگر آج کے مسلمان پیش کردیں۔ تو ان کی حالات کچھ سے کچھ ہو جائے

جہاز اعلان کے مطابق بالکل ٹھیک وقت پر عمان کے ائیر پورٹ پر اترے۔ جہاز سے اترنے
کے لئے سیڑھی پر پہلا قدم رکھ کر اس شہر کی تہذیب اور تمدن کا کچھ نہ کچھ اندازہ ہم لگا سکے۔ ائیر پورٹ
پر بہت سے لوگ اپنے خویش واقارب کے استقبال کے لئے کھڑے تھے۔ لباس سب کا انگریزی تھا۔
مرد کوٹ پتلون اور عورتیں بدترین قسم کا عریاں لباس پہنے ہوئے کھڑی تھیں۔ ایسے ماحول میں ہم لباس
اور وضع قطع کے اعتبار سے اوپرا معلوم ہو رہے تھے۔ لیکن ہماری اسی وضع قطع نے ائیر پورٹ پر ہمیں
فائدہ ضرور پہنچایا۔ کسٹم والوں نے ہمارے سامان کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ حالانکہ وہاں تفتیش میں سختی
ہونے کی وجہ سے مسافروں کا بہت وقت ضائع ہوتا ہے۔ یہ محض ہمارے پاکستانی ہونے کا اعزاز تھا۔
اور ہمارا لباس پاکستانی ہونے کا ایک ظاہری ثبوت تھا۔

ائیر پورٹ سے ایک شاندار ٹیکسی پر سوار ہو کر ہم شہر گئے۔ وہاں کے ڈرائیور نو واردوں کو ٹھگنے
میں بڑے مشہور ہیں۔ نصف دینار سے کم کرایہ لینے پر ڈرائیور رضامند نہ ہوا حالانکہ اصل کرایہ ربع

دینار سے زیادہ نہ تھا۔ ڈرائیور کا یہ سلوک مجھے زیادہ نامانوس بھی معلوم نہ ہوا۔ کیونکہ خود ہمارے
میں بھی بہت سے دوکاندار ڈرائیور اور نیچے طبقے کے دوسرے لوگ نوواردوں کی ناواقفیت سے
فائدہ اٹھانے میں کمی نہیں کرتے۔ ﴿فندوق القصر الجدید﴾ میں ہم نے قیام کیا۔ یہ ایک متوسط
کا ہوٹل تھا۔ اور عمان کی مشہور جامع مسجد ﴿المسجد الحسینی﴾ کے قریب واقع تھا۔ تین چارپائیوں
ہم نے تین قرش کی چارپائی کے حساب سے نوے قرش میں لے لیا۔ (اردنی دینار میں سو قرش
ہیں۔ اور دینار ایک سٹرلنگ پونڈ کے برابر ہوتا ہے) یہاں معمولی اور متوسط ہوٹلوں میں
ریسٹورنٹ کا انتظام نہیں ہوتا تھا۔ البتہ ہوٹل کے منتظمین وقت پر طعام مہیا کرنے پر مکلف ہوتے
تھے۔ چنانچہ ہماری اس قسم کی خدمت عماد نامی ایک فلسطینی کے سپرد رہی۔ جو کہ چھٹی جماعت کا طالب
علم تھا اور گرمیوں کی تعطیلات میں ہوٹل میں ملازمت کر رہا تھا۔

عماد کی طرح غاصب یہودیوں کے مظالم کے شکار بے شمار سکول کے دوسرے فلسطینی لڑکے
بھی فارغ اوقات میں اسی قسم کی معمولی ملازمت کرتے تھے۔ ان میں سے بہت سے بچوں کے
والدین کسی وقت اپنے ملک میں عزت اور آرام وراحت کی زندگی بسر کر چکے ہوں گے۔ لیکن آج ان
کا آرام اور راحت مفقود تھی۔ اور وہ پیٹ پالنے کے لئے اپنے بچوں سے اسی قسم کے معمولی کام کرانے
پر مجبور تھے۔ جیسا کہ آج کل مجبور ہیں۔ لاکھوں کی تعداد میں دھکیلے ہوئے ان ستم زدہ مہاجرین کی
زبان حال مسلمانان عالم سے اپیل کر رہی تھی کہ وہ رنگ ونسل اور ملک وطن کے فوارق سے بالاتر ہو کر
اسرائیل کے وجود کو جو عالم اسلامی کی قلب میں ناسور کی طرح دکھتا ہے۔ صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے
متحد ہو جائیں۔

عصر کی نماز ﴿مسجد الحسینی﴾ میں پڑھ کر ہم ﴿دار الاخوان المسلمین﴾ میں گئے۔ چند اخوانی
حضرات جو مکتبہ میں مطالعہ کر رہے تھے۔ ہمارا اچھا استقبال کیا۔ اور طویل خوش آمدید کے بعد پاکستان
کے حالات دریافت کئے۔ ان کے سوالات زیادہ تر پاکستان میں دینی سرگرمیوں کے بارے میں تھے
۔ تبلیغی جماعت اور جماعت اسلامی سے وہ متعارف تھے۔ دونوں جماعتوں کے افکار ونظریات طریقہ
کار اور اس کے عملی نتائج سے بھی وہ کافی حد تک واقف تھے۔ اس کے علاوہ پاکستان میں دوسرے

[illegible] اور جماعتوں کے بارے میں انہوں نے دریافت کیا۔ ہم نے خاص طور پر اپنے ملک کے
سامی مدارس کے نظام سے ان کو متعارف کیا۔ کہ اس وقت ملک کے دونوں حصوں میں ہزار سے زائد
عربی مدارس کام کر رہے ہیں۔ یہ مدارس اہل خیر کے تبرعات پر چلتے ہیں، حکومت کی طرف سے کسی
قسم کی مالی امداد قبول کرنا ان کے مزاج اور اصول کے خلاف ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ یہ مدارس تعلیم و
تربیت کے نظام میں بالکل آزاد ہیں۔ ہر سال ہزاروں کی تعداد میں طلباء ان سے فارغ ہو کر درس و
تدریس، وعظ وارشاد اور دوسرے دینی مناصب سنبھالتے ہیں۔ اور اس طریقہ سے ان مدارس کے
ذریعے پورے ملک میں دین کی ایک عظیم خدمت انجام پائی جا رہی ہے۔

اخوانی حضرات سے جب ہم نے دریافت کیا کہ کیا اردن میں ان کو مکمل طور پر آزادی
حاصل ہے؟ تو انہوں نے جواب میں کہا کہ ﴿ظاہری عنوان تو آزادی کا ہے لیکن حکومت جماعت کی
حرکات وسکنات پر کڑی نگرانی رکھتی ہے۔ البتہ ﴿اخوان﴾ سے کسی قسم کی ہمدردی ہرگز نہیں ہے۔ البتہ
﴿اخوان﴾ سے حکومت کو یہ فائدہ ضرور ہے۔ کہ اشتراکیت اور شیوعیت کا مقابلہ کرنے میں اخوانی
تحریک سے اس کو مدد مل رہی ہے۔ اور اسی مصلحت کی خاطر ان کو تھوڑی بہت آزادی حاصل ہے۔
﴿اخوان﴾ نے شربت وغیرہ پیش کر کے ہماری خاطر تواضع کی۔ اس کے بعد رابطۃ العلوم الاسلامیہ
کے دفتر میں جانے کے لئے ہم نے اجازت طلب کر لی۔ چنانچہ ان میں سے ایک صاحب رہنمائی کے
لئے ہمارے ساتھ ہو گئے۔ رابطہ کے صدر ﴿تیسیر الظبیان﴾ صاحب کے نام ہمارے جامعہ کے ایک
محترم دوست عبدالعزیز اسعد نے خط دیا تھا۔ یہ خط ہم نے تیسیر الظبیان صاحب کو دے دیا۔ ابتداء اس
خط کے ذریعہ تعارف ہوا۔ ظبیان صاحب بڑی خوش تپاکی سے پیش آئے۔ عربی قہوہ سے ہماری ضیافت کی
عرب تک ہم ان کے ساتھ مصروف گفتگو رہے۔ تیسیر ظبیان صاحب نے رابطہ کے مقاصد سے
ہم کو متعارف کراتے ہوئے کہا ﴿رابطۃ العلوم الاسلامیہ﴾ ۱۹۵۱ء میں وجود میں آیا۔ اس کی تاسیس کا
مقصد عربی زبان کی نشر واشاعت، دین حنیف کی دعوت کو عام کرنا، عصر حاضر کے الحاد کا مقابلہ اور نئی
نسل کے نوجوانوں کے اخلاقی معیاروں کو بلند کرنا ہے۔ علاوہ ازیں اجتماعی، طبی اور کئی دوسرے
امور میں مسلمانوں کی خدمت کرنا بھی رابطہ کے مقاصد میں داخل ہے۔ [illegible]

کے لئے رابطہ نے جو طریقہ کار اختیار کیا ہے-اس میں وقتاً فوقتاً مختلف علمی موضوعات پر محاضرات کا بندوبست بھی شامل ہے- چنانچہ آج بھی مغرب کی نماز کے بعد رابطہ کے دفتر میں اسی سلسلے کا ایک محاضرہ ﴿حقوق المراۃ فی الاسلام﴾ کے موضوع پر ہوگا-محاضر کا نام شیخ محمد علی زعبی ہے- جو کہ لبنان کے مشہور محقق عالم ہیں-تیسیر ظبیان صاحب کے تقاضا پر ہم نے محاضرہ سننے کے لئے مغرب کی نماز کے بعد دوبارہ رابطہ کے دفتر میں آنے کا وعدہ کرلیا-محاضرے کے اکثر باتیں میرے نزدیک تو عام اور متبذل قسم کی تھیں لیکن حاضرین جو جدید تعلیم یافتہ نوجوان تھے-تقریباً ہر بات پر واہ واہ و تحسین کی آوازیں بلند کرتے تھے-اور وقتاً فوقتاً جوش میں آ کر تالیاں بھی بجارہے تھے-ویسے زعبی صاحب کی طرز ادا اور طریقہ تفہیم نہایت مؤثر اور جاذب تھا-بطور مثال زعبی صاحب نے شرعی قانون میراث میں عورت کا حصہ مرد کے حصے کے نصف ہونے کی حکمت بیان کرتے ہوئے کہا کہ شریعت نے مرد کو اپنے اہل وعیال کے نفقہ کا ذمہ دار بنایا ہے اور عورت پر اس قسم کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے-عورت جب تک باپ کے گھر ہوتی ہے تو وہ اس کے اخراجات کا ذمہ دار ہوتا ہے اور جب شوہر کے گھر چلی جاتی ہے تو اس کا اور اس کی اولاد کا نفقہ مہیا کرنے پر مکلف ہوتا ہے-اس لئے عدل وانصاف کا تقاضا یہی تھا کہ مرد کا ترکہ میں عورت کے حصے سے زیادہ حصہ ہو-اتنے سے نکتے کو حاضرین نے بہت سراہا اور داد تحسین کی آوازیں بلند کردیں-زعبی صاحب نے محاضرہ جاری رکھتے ہوئے ایک قاعدہ بیان کیا کہ اسلام نے بہت سے امور میں عورت کی ترکیب جسمی کا بھی خیال کیا ہے، چنانچہ عورت کو بعض ان تکالیف پر مکلف نہیں بنایا گیا-جو اس کی ترکیب جسمی کے منافی ہیں-مثال کے طور پر انہوں نے جہاد کا ذکر کیا کہ عورت کی ترکیب جسمی کے پیش نظر عدل وانصاف کا تقاضا تھا-کہ اس پر جہاد فرض نہ کیا جائے-اور شریعت نے ایسا ہی کیا-لیکن اگر عورت اپنی مرضی سے جہاد میں شرکت کرنا چاہے تو شریعت اس کو روکتی بھی نہیں-چنانچہ حضرت فاطمہؓ، حضرت نسیبہؓ اور چند دوسری صحابیاتؓ کا میدان جہاد میں موجود ہونا صحیح روایت سے ثابت ہے-جہاد میں مردوں کے دوش بدوش لڑنا چاہے تو شریعت میں اس پر کوئی پابندی نہیں ہے-لیکن جہاں تک میرے علم کی رسائی کے مطابق، بعض صحابیاتؓ کا غزوات میں جانا زخموں کی مرہم پٹی اور ان کو پانی پلانے اور اس قسم کی دوسری خدمات کے لئے ہوا کرتا تھا-عملی

طور پر عورت کا جنگ میں حصہ لینا ثابت نہیں-

اختتام محاضرہ پر زعبی صاحب نے خصوصی مجلس میں ہمیں خوش آمدید کہا-پاکستان اور اہل پاکستان کے بارے میں اچھے تاثرات کا اظہار کیا-انہوں نے فرمایا کہ شعبی کی روایت سے ایک حدیث میری نظر سے گزری ہے--جس کی سند کے مجھے تحقیق نہیں ہے اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ عرب دین سے برگشتہ ہوجائیں گے-اور ان کو صحیح راہ پر لانے کے لئے عجم ان کے ساتھ لڑنے آئیں گے-انہوں نے تواضع کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے خیال میں وہ زمانہ قریب آرہا ہے کہ ہمیں درست کرنے کے لئے عجم ہمارے ساتھ برسرپیکار ہوں اور کوئی بعید نہیں ہے کہ یہ پاکستان کے عجم ہوں-

بدھ ۱ جولائی ۱۹۶۶ء:

اس دن کو ہم ﴿مدرج رومانی﴾ دیکھنے گئے-مدرج رومانی عمان میں رومانی عہد کا مشہور تاریخی اثر ہے-یہ اس زمانے کا ایک تھیٹر تھا-جو پہاڑ کے دامن میں ایک بہترین محل وقوع پر واقع ہے گول دائرے کی شکل میں اس کی چڑھتی ہوئی سیڑھیاں بیک وقت چھ ہزار سے زائد تماشائیوں کے لئے کافی ہیں اس زمانے میں ﴿مدرج﴾ کو بعض خصوصی جلسوں اور اجتماعات کے لئے استعمال کیا جاتا ہے-چنانچہ عمان پہنچنے سے ایک دن قبل اس میں رابطۃ العلوم الاسلامیہ کی طرف سے سیرۃ النبی ﷺ کا جلسہ منعقد ہوا تھا-اس مدرج کے اطراف وجوانب میں پہاڑ کو تراش کر رومیوں نے جو مکانات بنائے تھے، ان کو محکمہ آثار قدیمہ والوں کے استعمال میں لائے جارہے تھے، ہم ان دفاتر میں بھی گئے- عجائب گھر کے نادر، جس کا حال ہی میں محکمہ نے انکشاف کیا تھا، سے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے مدیر محکمہ کے فنی مساعد رفیق وفاء الدجانی صاحب سے ملنے کا خاص طور پر شوق تھا-لیکن سوء اتفاق سے وہ ﴿نابلس﴾ گئے ہوئے تھے، محکمہ کے دوسرے ملازمین نے ہمیں دیکھ کر عربی عادات کے مطابق بڑی گرم جوشی سے اھلاً وسھلاً ومرحباً بالضیوف الکرام کے کلمات بار بار دہرائے-ہمیں بٹھایا اور مدارات، اکرام اور تواضع سے پیش آتے ہوئے ہمارا شکریہ ادا کیا-کہ ہم نے یہاں آ کر ان کو خدمت کا موقعہ دیا-ایک عیسائی خاتون اس استقبال میں سب سے زیادہ پیش پیش تھیں

Scanned with CamScanner

اس نے پوچھا کہ آپ شربت پینا پسند کریں گے، یا چائے ہم نے اول تو معذرت کی۔لیکن بالآخر
کے مسلسل اصرار سے مجبور ہو کر شربت پینا قبول کیا، حکومت کی طرف سے اس محکمہ کے ملازم
زائرین کے ساتھ خوش اسلوبی کے ساتھ پیش آنے کی خصوصی ہدایات تھیں۔مردوں کے دوش بدوش
عورتوں کو بھی اس قسم کے امور اور فرائض سونپنے کی وباء سارے اسلامی ممالک کو لپیٹ میں لے رہی
ہے۔جس کا سبب مغرب کی حیوانی تہذیب کی اندھی تقلید ہے۔

اصحاب کہف کا غار

رفیق وفا الدجانی صاحب کے موجود نہ ہونے کی صورت میں ہم نے اس غار سے متعلق
معلومات حاصل کرنے کے لئے ان کی تالیف کردہ کتاب ﴿**اکتشاف کہف اھل
الکہف**﴾ جو ہمیں دجانی صاحب کے دفتر سے دستیاب ہوگئی، مطالعہ کرنے پر اکتفا کر لیا، محکمہ
کے دوسرے ملازمین نے بھی کچھ ابتدائی معلومات فراہم کیں۔

یہ غار عمان سے پانچ میل کے فاصلہ پر ﴿رجیب﴾ نامی بستی کے قریب واقع ہے۔﴿ام
سحاب﴾ کو جانے والی بسیں اس کے قریب سے ہوتے ہوئے گزرتی ہیں۔ہم ٹیکسی پر سوار ہو کر
پہنچے تو چوکیدار غار کا دروازہ بند کر کے کہیں چلا گیا تھا۔اس کے گھر والوں نے دور سے ہمیں دیکھا اور
چند منٹوں میں اس کی دو چھوٹی بچیاں چابی لیکر پہنچ گئیں۔اور ہمارے لئے غار کا دروازہ کھول دیا
کافی کشادہ غار تھا۔اس کے اندر چند مصلے اور قرآن مجید رکھے ہوئے تھے۔ہم نے دو رکعت نماز
پڑھی اور قرآن مجید کی ان آیتوں کی تلاوت کی جن میں اصحاب کہف کا قصہ بیان ہوا ہے۔اس موقع پر
ان آیات کی تاثیر سے قلب کی کیفیت دگرگوں تھی۔واقعی اللہ تعالی نے ہمیشہ اپنے ان بندوں کو جنہوں
نے باطل کے مقابلہ میں حق پر ڈٹ کر خرق عادت صبر واستقامت کا ثبوت دیا ہے۔ایسے ہی خرق
عادت انعامات واکرامات سے نوازا ہے۔اس غار کے اوپر ایک مسجد ہے۔اور ایک سامنے بنا ہوا
ہے۔یہ مسجد کے مسلمان بادشاہوں نے نصرانی معبد کی جگہ بنوائی ہے۔جس کا ذکر قرآن مجید
﴿**لنتخذن علیہم مسجدا**﴾ کے الفاظ میں کیا ہے۔غار چونکہ جنوب رو ہے، اس لئے دھوپ اس
میں داخل نہیں ہو سکتی اور یہی وہ وصف ہے، جو قرآن نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔﴿وتری

الشمس اذا طلعت تزاور من کھفھم ذات الیمین واذا غربت تقرضھم ذات الشمال
(اور تو دیکھے دھوپ جب نکلتی ہے بچ کر جاتی ہے، ان کی کھوہ سے داہنے کو اور جب ڈوبتی ہے کترا جاتی
ہے بائیں کو) دجانی صاحب نے اپنی کتاب ﴿**اکتشاف کہف اھل الکہف**﴾ میں اس
غار کی کھدائی کی وہ پوری داستان قلمبند کی ہے، جس کی روشنی میں آثار قدیمہ کے یہ ماہرین اس
نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اصحاب کہف کے غار کے محل وقوع کے بارے میں جو متعدد روایات تاریخ کی
کتابوں میں مذکور ہیں ان میں صحیح روایت وہی ہو سکتی ہیں جو اس غار کا محل وقوع عمان کے قرب وجوار
میں بتاتی ہے، شہر افسوس ترکیا یا بعض دوسرے مقامات میں اصحاب کہف کی طرف منسوب جو غار
پائے جاتے ہیں، ان میں سے کوئی بھی غار ایسا نہیں ہے، جس کا اکتشاف اتنی علمی تحقیق اور ایسی فنی بحث و
تجربے پر مبنی ہو، بلکہ برعکس اس کے، ان غاروں میں بعض وہ ضروری علامات مفقود ہیں، جن کا
اصحاب کہف کے غار میں از روئے قرآن پایا جانا ضروری ہے۔چنانچہ دجانی صاحب نے دقیق علمی
دلائل کرتے ہوئے کئی وجوہ سے کہف افسوس وغیرہ کا غار اصحاب کہف ہونا تحقیق کے خلاف ثابت کیا
ہے۔

جمعرات ۷ جولائی ۱۹۶۶ء

جاری ہے

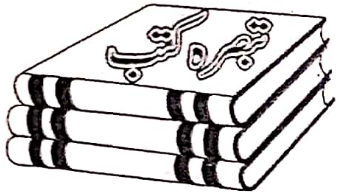

تبصرہ نگار: حافظ احسان الرحمٰن عثمانی

کتاب کا نام: شرح شمائل ترمذی

مؤلف: مولانا عبدالقیوم حقانی

ضخامت: 638 صفحات

ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ

بنی نوع انسان کے لئے زندگی کے سفر میں قائد و رہنما کی ضرورت طبعی اور فطری امور سے ہے۔ اور رب کریم کا خاص فضل و کرم ہے امت محمدیہ پر، کہ اس کو جو رہنما اور قائد ملا اس کی تعریف میں ہمارا اور آپ کا کہنا ناکافی رہے گا۔ اس میں وہی بات کافی ہے جو ہمارے رب کریم نے اپنے کلام مقدس میں فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔ (لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ)

امت مسلمہ کا باقی امم پر فضیلت و اہمیت کا بنیادی وجہ بھی یہی ہے کہ اس امت کے پاس اپنے ہادی و مرشد کی زندگی کا پورا نقشہ احادیث کے شکل میں موجود ہے، جس کا اعتراف مستشرقین کے ہاں بھی ہے۔ بخلاف بقیہ ملتوں کے جیسے یہودی، عیسائی جن کے پاس اپنے رہبر کا معتدبہ نقشہ نہیں پایا جاتا۔ اس سلسلے میں محدثین کرام نے احادیث کا ذخیرہ جمع کرنے میں جو صعوبتیں برداشت کی ہیں وہ ایک طویل داستان ہے۔ اور انہوں نے آنے والے نسل کے لئے جو مجموعہ مرتب کیا ہے وہ مشہور صحاح ستہ ہے۔ ان میں جامع امام ترمذی بھی شامل ہے اور اس میں شمائل ترمذی کی خصوصی و نرالی شان ہے اور اس شمائل کے پڑھنے سے حضور کی عملی تصویر سامنے آجاتی ہے اور یہی اس کی خصوصیت کے لئے کافی ہے۔

شمائل ترمذی کے شروح کے سلسلہ میں ہمارے اکابر میں سے اکثر شیوخ نے انتھک محنت کا مظاہرہ کیا ہے اور ہر ایک نے دوسرے سے بڑھ کر شروحات میں اضافہ فرمایا ہے اور ان میں

ہمارے ہر ایک کا مزاج مختلف رہے۔ زیر نظر کتاب شرح شمائل ترمذی بھی اس سلسلے کی احسن کڑی ہے جس کو ایک لڑی میں مولانا عبدالقیوم حقانی نے پرو دیا ہے

شرح و تفصیل پر طائرانہ نظر ڈالنے سے یوں اندازہ ہوتا ہے کہ شمائل کی شرح کرتے وقت چند اہم نکات کی خاص نشان دہی کی گئی ہے۔ جیسے شمائل کو حدیث سے اخذ کر کے راوی حدیث، متن حدیث اور تخریج کے سلسلے میں اہم امور کا جائزہ لیا گیا ہے اور اس کے بعد ایک طرف اگر لغوی تحقیق ہے تو دوسری طرف متعلقہ موضوع پر کافی شافی دلائل اور مسائل مستنبطہ من الحدیث اور فقہاء کے اختلاف کے بعد قول فیصل کی بھی تعیین کی ہے۔ اور یوں شرح کی افادیت میں اور اضافہ ہو گیا ہے یہ شرح حقیقی معنوں میں تعلیم و تعلم کے سلسلے میں کافی حد تک مشکلات کے ازالے کا سبب ہے۔ رب کائنات مصنف کی اس خدمت کو اپنے دربار عالیہ میں قبول فرما کر راہ نجات کا ذریعہ بنائے۔

ایں دعا از من و از جانب جہاں آمین آباد

(2)

نام کتاب	میری کتاب زندگی
مؤلف	قاری محمد سلیمان صاحب
ناشر	مکتبہ عثمانیہ متصل ایچ، ایم، سی ٹیکسلا
قیمت	100 روپے
ضخامت	۲۹۷ صفحات
تبصرہ نگار	ریاض محمد درجہ تخصص

اللہ تعالی کی مخلوقات میں سے سب سے زیادہ عظمت و شرافت جس مخلوق کو حاصل ہے وہ انسان ہے لیکن انسان کی یہ عظمت و شرافت اسوقت ہے جب انسان، انسان بن جائے اور انسان میں انسانیت تب آتی ہے جب اسکی اصلاح ہو کہ انسان دین پر چل کر اللہ تعالی اور اس کے رسول کے بتلائے ہوئے طریقوں پر زندگی گزارے اب یہ بات کہ انسان کی اصلاح کس طرح ہوگی اس کے

مختلف طریقے ہیں

کہیں تو انسان کی اصلاح کسی باشرع پیر و مرشد سے بیعت کرنیکے ساتھ ہوئی ہے اسی طرح اپنے نفس کیساتھ محاسبہ کرنے کے ساتھ بھی اسکی اصلاح ہوسکتی ہے۔ اصلاح کا ایک طریقہ علماء یہ بھی فرماتے ہیں کہ آدمی کسی دوسرے شخص کے ساتھ اسطرح تعلق قائم کرے کہ دونوں دوست ایک دوسرے کو اپنی کوتاہیوں پر مطلع کرلیا کریں اصلاح کے ان مذکورہ طریقوں کے علاوہ ایک اور بہتر طریقہ یہ بھی ہے

کہ آدمی بزرگوں کے واقعات اور ملفوظات کا مطالعہ کرے انکے سبق آموز واقعات اور حالات میں عبرت ہوا کرتے ہیں۔ جس کے ساتھ رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ آدمی زندگی گزارنے کا ڈھنگ اور طریقہ سیکھ جاتا ہے اور ہر قسم کے حالات کا مقابلہ آسان ہوجاتا ہے۔ زیر نظر کتاب، میری کتاب زندگی، اس آخری طریقہ اصلاح کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ یہ کتاب حضرت مولانا قاری محمد سلیمان صاحب دامت برکاتھم کی آپ بیتی ہے جو آپ کی زندگی کے ابتداء سے لے کر آخر عمر تک پیش آنے والے تمام واقعات کا ایک دلچسپ، دل آویز، خوشگوار اور شوق انگیز مجموعہ ہے جس میں پند و نصیحت اور حکمت آموزی سے بھری ہوئی باتیں ہیں جس سے ایک اصلاح طلب انسان دین و اخلاق اور اصلاح و تربیت نفس کے سلسلہ میں کافی حد تک رہنمائی حاصل کرسکتا ہے۔ حضرت قاری صاحب علوم شرعیہ میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ کے شاگرد رشید ہیں جبکہ علوم باطنیہ اور بیعت و سلوک میں تعلق پیر طریقت حضرت مولانا قاضی زاهد الحسینیؒ کے ساتھ ہے جس کو بعد میں حضرت قاضی صاحب نے اپنا خلیفہ مجاز بنا کر بیعت کرانے کی اجازت عطاء فرمائی اور یہ بات کسی پر مخفی نہیں کہ یہ دونوں حضرات علوم و معارف تقوی وللھیت کے پیکر تھے۔ اسلئے یہ بات بے جا نہیں ہوگی کہ مولانا موصوف ایسے اشخاص کا فیض یافتہ ہوکر ان ہی کی طرح صفات حسنہ کے حامل ہونگے لھذا ایسے شخصیت کی آپ بیتی میں ضرور قارئین کیلئے خیر کا پیغام ہوگا۔ مولانا موصوف نے دانشور اور نامور مصنف و معلم اخلاق ہونے کے باوجود اپنے بچپن سے لیکر عمر و علم کی پختگی اور شہرت و عظمت کے اس مقام پر پہنچنے تک جتنے واقعات اور قصے ہیں ان کے بیان کرنے میں کسی قسم کی جھجک محسوس نہیں کی۔

اپنے سکول کے داخلے کے تاثرات ایک ادیب اور ماہر نفسیات کی طرح جسکو قوت مشاہدہ بھرپور طریقہ ملی ہو اور بچپن کی ہر چیز بھی اسکو جان کی طرح پیاری ہو، بڑی تفصیل اور دلچسپی کے ساتھ قلم بند کئے ہیں۔ ازدواجی زندگی کا باب انسانی زندگی کا ایک اہم فطری اور شرعی باب ہے جس کے بغیر کوئی آپ بیتی مکمل نہیں ہوتی، اس کے بیان کرنے میں بھی مولانا موصوف نے ادیبانہ اور ایک معلم اخلاق عالم دین کی حیثیت اپنائی ہے۔ غرض یہ کتاب جو مولانا نے اپنی زندگی کے ایسے دور میں لکھی ہے جو ادبی اخلاقی اور تاریخی تینوں لحاظ سے قدر و قیمت کا حامل ہے اور قریب ہی کے زمانہ میں ان اہل قلم اور مورخوں کو بھی اس سے بڑی مدد ملے گی جو اس دور کے تمدن و معاشرت پر کچھ لکھنا چاہیں گے۔ اس کتاب میں انکو بعض ایسے اشارے ملیں گے جن سے وہ بہت کام لے سکتے ہیں۔ یہ کتاب معنوی اور باطنی خوبیوں کے ساتھ ساتھ ظاہری خوبیوں یعنی اعلی جلد، جید کتابت اور عمدہ کاغذ کے ساتھ بھی مرقع و مزین ہے اس ظاہری و معنوی دونوں طرح کے خوبیوں کا حامل یہ کتاب ہر طبقہ کے لئے دل چسپ دلکشا ہوگی۔ اللہ تعالی اس کتاب کو مقبولیت عامہ عطاء فرمائے۔ آمین۔

سوشلزم اور سرمایہ داری
دونوں افراط و تفریط کی
لعنتیں ھیں
مفتی محمد شفیعؒ

Scanned with CamScanner

ماہنامہ "العصر" کی آیندہ اشاعت خصوصی

نفاذ شریعت نمبر

مجلس عمل کی قیادت نے صوبہ سرحد میں حکومت بنانے کے بعد مدیر ﴿العصر﴾ مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب مہتمم جامعہ عثمانیہ، کی سربراہی میں ۱۲ رکنی ﴿نفاذ شریعت کونسل﴾ تشکیل دی، جس نے نہایت مختصر عرصے میں انتھک محنت کے بعد اپنی سفارشات مکمل کر کے حکومت سرحد کے حوالہ کر دیں۔ جو کابینہ کی منظوری کے بعد اب اسمبلی میں پیش ہونے والی ہیں ﴿العصر﴾ اس سلسلے میں ﴿نفاذ شریعت نمبر﴾ شائع کر رہا ہے

* پاکستان میں اسلامائزیشن کی کوششوں کا تاریخی جائزہ * سیاسی اتحادوں کی تاریخ اور ان کا انجام
* مذہبی جماعتوں کے اتحاد "مجلس عمل" کے عوامل اور تاریخی کامیابی * کونسل کی تشکیل کا پس منظر
* سیاسی اور قانونی رکاوٹیں * کونسل کی سفارشات * وزراء اور ارباب حکومت کیلئے اخلاقی ضابطے
* نفاذ شریعت ایکٹ * حسبہ ایکٹ * صحت، تعلیم، معیشت اور دوسرے شعبوں کیلئے کونسل کی سفارشات کی تفصیل
* سفارشات پر نامور اھل قلم کے تجزیئے اور رپورٹیں * آئندہ کے عزائم اور اس کے علاوہ بہت کچھ۔

آج ہی اپنی کاپی محفوظ کر لیجیے

صفحات: دوسو سے زائد۔ اعلیٰ ایڈیشن: 100 روپے۔ عام ایڈیشن: 75 روپے

نوٹ: چار کاپیاں خریدنے والے کیلئے ایک کاپی مفت۔

رابطہ:۔ ناظم ماہنامہ العصر پوسٹ بکس نمبر 1209 جی۔پی۔او پشاور صدر

Scanned with CamScanner